جامعہ امام محمد انور شاہ دیوبند کا علمی، دینی، ادبی ترجمان

ماہنامہ

محدثِ عصر

بانی

فخر المحدثین حضرت مولانا سید انظر شاہ مسعودی کشمیری رحمہ اللہ

مدیر

سید احمد خضر شاہ مسعودی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بیادگار: محدثِ عصر حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ

جامعۃ امام محمد انور شاہ دیوبند کا علمی، دینی، ادبی ترجمان

ماہنامہ

محدثِ عصر

اپریل ۲۰۲۶	جلد ۲۳	شمارہ: ۹	سلسلہ ۲۰۶

شائع کردہ

جامعۃ الامام محمد انور شاہ دیوبند

عقب عیدگاہ، دیوبند 247554 (یوپی)

موبائل 9760822922

ای۔میل: jimask98@gmail.com

Composed by : Art Line, Dbd. #9358013409

ورق در ورق

صریر خامہ

عصریات

سید احمد خضر شاہ مسعودی کشمیری

ظهر الفساد فی البر و البحر۔ جنگ ہی جنگ۔ خوں ریز جنگ۔ طویل وعریض اور تباہ کن معرکہ۔ ہر طرف قتل وغارت۔ ایک شورِ قیامت۔ مقسومِ دنیا اب شاید یہی رہ گیا۔ غزہ پر اسرائیلی دہشت گردی کو کم وبیش تین سال ہو گئے۔ تقریباً پون لاکھ جانوں کا زیاں۔ خانماں بربادی کی دردانگیز داستان الگ، ادھر روس اور یوکرین کی جنگ۔ خوفناک اور وحشت اثر۔ وینزویلا کے صدر کو صدارتی محل سے اٹھالیا گیا اور زنداں کے نہاں خانوں میں۔ اس دوران پاکستان اور افغانستان کے درمیان بموں کے تبادلے۔ برق ورعد کے مظاہرے۔ ہر حریف اپنے ہمسائے کو مار ڈالنے میں مست ومگن۔ القاتل و المقتول کلاهما فی النار کا جیتا جاگتا مشاہدہ۔ یہ جاری ہی تھا کہ ایران پر امریکہ اور اسرائیل کی یورشیں عالمی افق پر بھیانک سناٹا طاری کرنے میں مصروف۔ عالم انسانیت حیران وسرگرداں کہ اچانک یہ کیا کیسے اور کیوں کر ہو گیا! امریکی حملے کے دو تین دنوں کے اندر ہی ایران کے سپریم لیڈر علی خامنہ ای کو موت کے منہ میں پہنچا دیا گیا۔ پھر المناک دھمکیوں کا تبادلہ اور دھمکیاں جنگی جنون میں تبدیل۔ دونوں طرف مرنے والوں کا ایک مہیب سلسلہ۔ ایران کے تین ہزار سے زیادہ افراد لقمۂ اجل بن گئے اور تو اور، ایرانی اقتدار کے صف اول کے کئی لیڈران بھی موت کی چادر اوڑھ گئے۔ ادھر امریکہ اور اسرائیل کی فرعونیت مسلسل شباب پر۔ ٹرمپ اپنی جنونی کیفیت کے مظاہرے میں پیہم غلطاں وپیچاں۔ بیانات دینے میں بچوں کو بھی مات دے دی۔ اوٹ پٹانگ گفتگو، ناشائستہ جملے، مکروہ اور نازیبا کلمات۔ کہنے والے کہہ اٹھے کہ جس طرح کی زبان امریکی صدر بول گئے ہیں، گلی محلے کا گرا پڑا سیاست داں بھی ان سے شرما جائے۔ روز وعیدیں، ہر لمحہ تہدیدیں، ہم ایران کو نیست ونابود کر دیں گے، اسے جہنم کے دروازے میں دھکیل دیں گے، اس پر قیامت کھڑی کر دیں گے، اسے پتھر کے دور میں پہونچا دیں گے۔ کبھی کچھ، کبھی کچھ۔ پارۂ سیماب کی طرح

پل پل بدلتا ہوا۔ بل کھاتا لہراتا ہوا۔ میر تقی میر نے کہا تھا:

دل بھی تیرے ہی ڈھنگ سیکھا ہے
آن میں کچھ ہے، آن میں کچھ ہے

ایران نے بھی بے جگری دکھائی۔ مردانہ وار کھڑا رہا۔ دل ناتواں کے ساتھ امریکہ کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ آخر تابہ کے؟ وہ جنگ جو ۲۷ رفروری کو چھڑی تھی اوائل اپریل میں کسی قدر تھم گئی۔ جنگ بندی کی دل نواز صدائیں سرور دینے لگیں۔ پاکستان کی درخواست پر یہ جنگ بندی ہوئی، ادھر مبصرین کچھ اور ہی خیالات میں گم۔ سمجھا یہ جارہا تھا کہ ایران بہت جلد ہتھیار ڈال دے گا اور امریکی مہم چٹکیوں میں فارس کو سر کرلے گی، لیکن ایرانی عزائم امریکی دانتوں کے لیے لوہے کے چنے ثابت ہوئے، جنہیں چبایا نہیں جا سکتا۔ اسرائیل اور اس کے بغل بچے کی یہ درندگی، ایرانیوں پر میزائلوں اور ڈرونوں سے یہ حملے ایران کے قدرتی وسائل پر قبضہ کرنے کے لیے تھے۔ بالخصوص آبنائے ہرمز کو ہڑپنے کے لیے، جس نے امریکہ کی ناک میں دم کر رکھا ہے۔ آبنائے ہرمز اس کے اعصاب پر سوار۔ خواب میں بھی ہرمز ہی کا دیدار۔

جنگ بندی ہوئی، اسلام آباد میں مذاکرے کا دور چلا، بات وہی آبنائے ہرمز پر ہی اٹک گئی۔ نتیجہ یہ کہ مذاکرات ناکام۔ امریکی اور ایرانی وفود نامراد ہی اپنے وطن واپس۔ ایران ہرمز کو چھوڑنا نہیں چاہتا۔ امریکہ ہرمز کی تحصیل سے کم پر آمادہ نہیں۔ خطرہ یہی ہے کہ جنگ پھر چلے گی۔ پھر وہی خون خرابہ۔ وہی موت کا سرعام رقص۔ وہی ملبے۔ وہی کھنڈرات کی بھرمار۔ یہ بھی ممکن ہے کہ یہ ٹرمپ کی شکست فاش کی تمہید ہو۔ والامر بید اللہ۔

……◆……

ایران اور امریکہ جنگ میں مشرق وسطی جلتا رہا۔ جوابی کارروائی میں ایران کی ساری توانائیاں امریکی مفادات کو زک پہونچانے میں مصروف۔ قطر، بحرین، کویت، سعودی عرب اور متحدہ عرب امارات میں موجود امریکی ایئربیس پر مسلسل حملے۔ لگاتار ضربیں۔ عالمی جنگ کا خطرہ مکمل۔ یہ مشرق وسطیٰ کا تحمل تھا کہ ایرانی زیادتیوں کے باوجود بھی یہ جنگ میں شامل نہیں ہوا۔ اس جنگ سے یہ راز بھی فاش ہو کر رہا کہ امریکہ نے مشرق وسطیٰ کو بارود کے ڈھیر پر رکھ چھوڑا ہے۔ کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ جنگ کی آگ کب بھڑکے اور عرب ممالک کو انبار سوختنی میں تبدیل کر دے۔ امریکی افواج کا ان ممالک میں وجود ایک سوالیہ نشان ہے۔

ادھر ایک خبر یہ بھی کہ ایران ان عرب ممالک سے ہرجانے کا طلب گار ہے:

آگے آگے دیکھیے ہوتا ہے کیا

……◆……

جنگ کبھی اچھی نہیں سمجھی گئی۔ کسی بھی قیمت پر نہیں، لیکن ہوس پرستی کا کوئی علاج نہیں۔ ملک گیری، کشورستانی کی افتادِ طبع ہی کچھ ایسی ہے کہ خوں آشامی کے بغیر دل نہیں لگتا، حالانکہ اس کے نتائج سے دنیا باخبر ہے۔ باخبر ہی نہیں، مشکلات سے آشنا بھی۔ مہنگائی جنگ کا لازمہ۔ اسی محاربہ میں دیکھیے، گرانی کہاں سے کہاں پہونچ گئی!! ہر چیز دوگنی تگنی داموں پر فروخت۔ گیس سلنڈر نے کیسی ہاہا کار مچادی۔ ایک زلزلہ۔ ایک کہرام۔ پورا عالم خوف و ہراس میں۔ گویا وہی حال، جو شیخ سعدی نے کہا تھا:

شب چو عقد نماز بر بندم

چہ خورد بامداد فرزندم

ہر چیز گراں قیمت۔ غریبوں پر ایک نئی آفت۔ مزدور طبقہ شہروں سے بھاگنے لگا۔ گیس کی غیر سرکاری قیمت ہزار سے بڑھ کر تین ہزار سے بھی نکل گئی۔ ایجنسیوں پر قطار اندر قطار۔ سلنڈر کا حصول سکندری کہلایا۔ اقامتی تعلیم گاہیں بھی شش و پنج میں۔ دہلی، مدھیہ پردیش، مہاراشٹر، اتر پردیش، راجستھان اور چھتیس گڑھ سمیت کئی ریاستوں نے تجارتی سلنڈر کی ترسیل محدود کردی۔ سیاسی پارٹیاں حکومت سے پوچھ رہی ہیں اور حکومت عوام کو گمراہ کرنے میں مگن۔ اللہ جانے یہ ارباب اقتدار عوامی فلاح کی کب سوچیں گے!

……◆……

صوبائی انتخابات کی گہما گہمی ایک بار پھر اوج پر ہے۔ الیکشن کمیشن نے ۱۵؍ مارچ کو پانچ صوبوں میں انتخابات کا اعلان کر دیا۔ آسام، پڈوچیری، بنگال، کیرالہ اور تمل ناڈو میں آئندہ کچھ دنوں میں انتخابات ہونے ہیں۔ مغربی بنگال میں ووٹنگ ۲۹؍ اپریل کو ہوگی۔

انتخابات ان پانچ صوبوں میں ہونے ہیں، مگر زیادہ چرچے مغربی بنگال کے ہیں۔ مغربی بنگال میں آل انڈیا ترنمول کانگریس کی حکومت ہے، جس کی باگ ڈور ممتا بنرجی کے ہاتھوں میں ہے۔ ممتا حکومت کئی سالوں سے بنگالی عوام کو اپنی بہترین خدمات سے مستفید کر رہی ہے۔

بھاجپا کی پوری کوشش کہ ملک کے ہر صوبے میں اپنے پنجے گاڑے اور اپنی زمین بنائے۔ اس کوشش میں بڑی حد تک کامیاب بھی رہی۔ بہار جیسا ہونہار اور بیدار صوبہ بھی اس کے ہاتھ میں چلا گیا۔ نتیش کمار

وزارت اعلیٰ چھوڑ کر اب راجیہ سبھا جا رہے ہیں۔ ان کے کارکنان سینہ کوب، مگر وہ بہار کی وزارت سے مستعفی۔ جلد ہی بی جے پی کے وزیر اعلیٰ کی آمد آمد ہے۔ یعنی آزادی کے بعد بہار میں پہلا زعفرانی وزیر اعلیٰ۔ بھاجپا کا اگلا ہدف مغربی بنگال ٹھہرا، جہاں سخت جاں حریف ممتا بنرجی ہمیشہ کی طرح میدان میں ہیں۔ سیاسی حریفوں کے درمیان کشاکش حسب معمول دیکھنے میں آئی۔ الزام، جوابی الزام۔ تند کلامی، طعنہ زنی، جو انتخابات کا عنصر لازم ہو چکی، وہ یہاں بھی اپنے شباب پر۔ ایک بڑا زلزلہ بھی ملک نے دیکھا۔ ہمایوں کبیر، جنھیں بنگالی مسلمانوں کا مسیحا باور کرایا جا رہا تھا، بدنامی کی ذلت سے دو چار ہو گئے۔ ایسی ذلت کہ آل انڈیا مجلس اتحاد المسلمین نے بھی اپنا اتحاد توڑ لیا۔ ہمایوں کبیر کا ایک خفیہ ویڈیو سوشل میڈیا میں عام ہو گیا، جس میں دیکھا جا رہا تھا کہ ہمایوں کبیر بھاجپا سے ایک ہزار کروڑ روپے کا مطالبہ کر رہے ہیں تا کہ بنگال کے مسلمانوں کے ووٹ منتشر کر سکیں۔ ویڈیو کا عام ہونا ہمایوں کے لیے بلائے جان بن گیا۔ وہ کل تک مرشد آباد میں بابری مسجد کے سہارے اپنی سیاسی دنیا بسانے میں مصروف تھے۔ ہیرو کی حیثیت سے دیکھے جانے لگے تھے۔ یہ تمام پذیرائی یکا یک دھواں بن کر اڑ گئی۔ سوشل میڈیا میں کہرام مچ گیا اور ہمایوں کبیر منہ دکھانے کے بھی قابل نہ رہے۔

ممتا بنرجی کی سیاست ابھی تک بہترین رہی ہے۔ اس نے اپنے حریفوں کے لیے خود کو خاتون آہن ثابت کیا ہے۔ ریاست کی خیر خواہی اسی میں ہے کہ انہیں ہی باگ ڈور دی جائے۔ ممتا حکومت کا خاتمہ عوامی سکون کا بھی خاتمہ ٹھہرے گا۔ لا قدر الله۔

……✦……

حج ایک عاشقانہ سفر

مولانا خورشید عالم داؤد قاسمی
مون ریز ٹرسٹ اسکول، زامبیا

حج کی فرضیت

حج اسلام کے پانچ ارکان میں سے ایک ہے جن پر اسلام کی بنیاد ہے۔ حج کی فرضیت قرآن کریم، حدیث شریف اور اجماع امت سے ایسے ہی ثابت ہے، جیسا کہ نماز، روزہ اور زکاۃ کی فرضیت ثابت ہے؛ اس لیے جو شخص حج کی فرضیت کا انکار کرے، وہ کافر ہے۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے: وَلِلهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِين (سورہ آل عمران، آیت:۹۷)

ترجمہ: اور اللہ کے واسطے لوگوں کے ذمہ اس مکان کا حج کرنا ہے، یعنی اس شخص کے جو کہ طاقت رکھے وہاں تک کی سبیل کی اور جو شخص منکر ہو؛ تو اللہ تعالی تمام جہاں والوں سے غنی ہیں۔

یہ آیت کریمہ حج کی فرضیت کے حوالے سے نص قطعی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پانچوں ارکان کو ایک حدیث شریف میں بیان فرمایا ہے۔ ”بُنِيَ الإِسْلاَمُ عَلَى خَمْسٍ: شَهَادَةِ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ، وَإِقَامِ الصَّلاَةِ، وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ، وَالحَجِّ، وَصَوْمِ رَمَضَانَ (بخاری شریف، حدیث نمبر:۸)

ترجمہ: اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔ اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں، نماز قائم کرنا، زکاۃ دینا، حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔

ایک عاشقانہ سفر

انسانی طبیعت یہ تقاضہ کرتی ہے کہ انسان اپنے وطن، اہل وعیال، دوست ورشتہ دار اور مال ودولت سے انسیت ومحبت رکھے اور ان کے قریب رہے۔ جب آدمی حج کے لیے جاتا ہے؛ تو اسے اپنے وطن اور

بیوی و بچے اور رشتے دار و اقارب کو چھوڑ کر اور مال و دولت خرچ کر کے جانا پڑتا ہے۔ یہ سب اس لیے کرنا پڑتا ہے کہ حج کی ادائیگی شریعت کا حکم ہے۔ یہی وجہ ہے کہ شریعت نے حج کے حوالے سے بہت ہی رغبت دلائی ہے، انسان کو کعبہ مشرفہ کے حج و زیارت پر ابھارا، مہبط وحی و رسالت کے دیدار کا شوق بھی دلایا ہے اور سب سے بڑھ کر شریعت نے حج کا اتنا اجر و ثواب متعین فرمایا ہے کہ سفر حج ایک عاشقانہ سفر بن جاتا ہے۔ ذیل کے سطور میں، حج کا اجر و ثواب احادیث شریفہ کی روشنی میں، ملاحظہ فرمائے!

حج انتہائی نیک عمل ہے

حضرت ابو ہریرہ- رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں: سُئِلَ النَّبِيُّ – صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- أَيُّ الأَعْمَالِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: "إِيمَانٌ بِاللهِ وَرَسُولِه قِيلَ: ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: جِهَادٌ فِي سَبِيلِ اللهِ" قِيلَ: ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: حَجٌّ مَبْرُورٌ (بخاری شریف، حدیث نمبر: ۱۵۱۹)

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ کون سے اعمال اچھے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا"۔ پوچھا گیا پھر کون؟ فرمایا: "اللہ کے راستے میں جہاد کرنا"۔ پوچھا گیا پھر کون؟ ارشاد فرمایا: "حج مبرور"۔

حج مبرور کیا ہے؟

- وہ حج جس کے دوران کوئی گناہ کا ارتکاب نہیں ہوا ہو۔
- وہ حج جو اللہ کے یہاں مقبول ہو۔
- وہ حج جس میں کوئی ریا اور شہرت مقصود نہ ہو اور جس میں کوئی فسق و فجور نہ ہو۔
- وہ حج جس سے لوٹنے کے بعد گناہ کی تکرار نہ ہو اور نیکی کا رجحان بڑھ جائے۔
- وہ حج جس کے بعد آدمی دنیا سے بے رغبت ہو جائے اور آخرت کے سلسلہ میں دلچسپی دکھائے۔

حج مبرور کی فضیلت

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: العُمْرَةُ إِلَى العُمْرَةِ كَفَّارَةٌ لِمَا بَيْنَهُمَا، وَالحَجُّ المَبْرُورُ لَيْسَ لَهُ جَزَاءٌ إِلَّا الجَنَّةُ

(بخاری شریف، حدیث: ۱۷۷۳، مسلم شریف، حدیث (۱۳۴۹)-۴۳۷)

ترجمہ: ایک عمرہ دوسرے عمرہ تک ان (گناہوں) کا کفارہ ہے، جو ان دونوں کے درمیان ہوئے ہوں، اور حج مبرور کا بدلہ صرف جنت ہے۔

حج پچھلے سارے گناہوں کو مٹا دیتا ہے

ابن شِماسہ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، جب کہ وہ قریب المرگ تھے۔ وہ کافی دیر تک روئے، پھر انھوں نے اپنا چہرہ دیوار کی طرف کرلیا۔ اس پر ان کے صاحبزادے نے چند سوالات کیے۔ پھر انھوں نے (اپنے اسلام قبول کرنے کی کہانی سناتے ہوئے) فرمایا: جب اللہ نے میرے قلب کو نور ایمان سے منور کرنا چاہا؛ تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا داہنا دست مبارک پھیلائیں؛ تا کہ میں بیعت کروں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھیلایا۔ پھر میں نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عمرو! تجھے کیا ہوا؟ میں نے کہا: میری ایک شرط ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہاری کیا شرط ہے؟ میں نے کہا: میری مغفرت کردی جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ الإِسْلَامَ يَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهُ؟ وَأَنَّ الْهِجْرَةَ تَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهَا؟ وَأَنَّ الْحَجَّ يَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهُ

(مسلم شریف، حدیث: ۱۲۱-۱۹۲)

ترجمہ: کیا تمہیں نہیں معلوم کہ اسلام (قبول کرنا) پہلے (کے تمام گناہوں) کو مٹا دیتا ہے؟ ہجرت گزشتہ گناہوں کو مٹا دیتی ہے اور حج پہلے (کے کیے ہوئے گناہوں) کو مٹا دیتا ہے۔

ایک حدیث میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مَنْ حَجَّ لِلهِ فَلَمْ يَرْفُثْ، وَلَمْ يَفْسُقْ، رَجَعَ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّه۔

(بخاری شریف، حدیث نمبر: ۱۵۲۱)

ترجمہ: جس شخص نے اللہ کے لیے حج کیا اور اس نے (اس دوران) فحش کلامی یا جماع اور گناہ نہیں کیا؛ تو وہ (حج کے بعد گناہوں سے پاک ہوکر اپنے گھر اس طرح) لوٹا، جیسا کہ اس کی ماں نے اسے آج ہی جنا ہو۔

"رفَث" کا معنی جماع، ہم بستری اور جو کچھ بھی شوہر و بیوی کے درمیان حالت جماع میں ہوتا ہے، جیسے بوس و کنار وغیرہ کے ہیں۔ ابو عبیدہ نے فرمایا: "رفَث" کا مطلب "فحش کلامی" ہے۔ پھر کنایۃً جماع اور متعلقات جماع کے معنی میں استعمال ہونے لگا۔ (الموسوعہ الفقہیہ الکویتیہ ۲۲/ ۲۷۵)

مسئلہ: حالت احرام میں جماع کرنا فقہاء کرام کے نزدیک بالاتفاق حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد

ہے: فَمَنْ فَرَضَ فِيهِنَّ الْحَجَّ فَلاَ رَفَثَ وَلاَ فُسُوقَ وَلاَ جِدَال فِي الْحَجِّ۔

(سورہ بقرہ، آیت: ۱۹۷)

ترجمہ: سو جو شخص ان میں حج مقرر کرے، تو پھر نہ کوئی فحش بات ہے اور نہ کوئی بے حکمی ہے اور نہ کسی قسم کا نزاع زیبا ہے۔

مسئلہ: اگر کسی نے حالت احرام میں عمداً (جان بوجھ کر) جماع کیا ہو؛ تو اس کا حج فاسد ہوجائے گا اور قضاء و کفارہ لازم ہوگا۔ اگر کسی نے حالت نسیان (بھول) میں جماع کیا ہو؛ تو حنفیہ، مالکیہ اور حنابلہ کے نزدیک اس صورت میں بھی حج فاسد ہوجائے گا اور قضاء و کفارہ لازم ہوگا؛ لیکن شافعیہ کے نزدیک حج فاسد نہیں ہوگا؛ بل کہ صرف کفارہ لازم ہوگا۔ (الموسوعہ الفقہیہ الکویتیہ: ۲۲/ ۲۷۶-۲۷۷)

"فِسق" سے مراد معاصی و گناہ ہے۔ "كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ" کی شرح کرتے ہوئے علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "کسی گناہ کے بغیر، اس کا ظاہری مطلب صغائر و کبائر (چھوٹے اور بڑے): سارے گناہوں کا معاف کیا جانا ہے"۔ (فتح الباری ۳/ ۳۸۲-۳۸۳)

بوڑھے، کمزور اور عورت کا جہاد

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جِهَادُ الْكَبِيرِ وَالضَّعِيفِ وَالْمَرْأَةِ الْحَجُّ وَالْعُمْرَةُ۔

(السنن الکبری للنسائی، حدیث: ۳۵۹۲، مسند احمد، حدیث: ۹۴۵۹، السنن الکبری للبیہقی، حدیث: ۸۷۵۹)

ترجمہ: بڑی عمر والے، کمزور شخص اور عورت کا جہاد: حج اور عمرہ ہے۔

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ! أَلاَ نَغْزُو وَنُجَاهِدُ مَعَكُمْ؟ فَقَالَ: "لَكِنَّ أَحْسَنَ الجِهَادِ وَأَجْمَلَهُ الحَجُّ، حَجٌّ مَبْرُورٌ" فَقَالَتْ عَائِشَةُ "فَلاَ أَدَعُ الحَجَّ بَعْدَ إِذْ سَمِعْتُ هَذَا مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

(بخاری شریف، حدیث: ۱۸۶۱)

ترجمہ: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کیا ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد اور غزوہ میں شریک نہ ہوں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "لیکن سب سے بہتر اور اچھا جہاد حج: حج مبرور ہے"۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ "جب سے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا ہے؛ تو اس کے بعد سے میں حج نہیں چھوڑتی ہوں"۔

حج افضل جہاد ہے

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نقل کرتی ہیں کہ انھوں نے کہا: يَا رَسُولَ اللهِ! نَرَى الجِهَادَ أَفْضَلَ العَمَلِ، أَفَلاَ نُجَاهِدُ؟ قَالَ: "لاَ، لَكِنَّ أَفْضَلَ الجِهَادِ حَجٌّ مَبْرُورٌ"

(بخاری شریف، حدیث:۱۵۲۰، السنن الکبری للبیہقی، حدیث:۱۷۸۰۵)

ترجمہ: اے اللہ کے رسول! ہم جہاد کو افضل العمل سمجھتے ہیں، تو کیا ہم جہاد نہ کریں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "نہیں، لیکن بہترین جہاد حج مبرور ہے"۔

فقر اور گناہ کو مٹانے والے اعمال

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: أَدِيمُوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ، فَإِنَّهُمَا يَنْفِيَانِ الْفَقْرَ وَالذَّنُوبَ كَمَا يَنْفِي الْكِيرُ خَبَثَ الْحَدِيدِ۔ (المعجم الاوسط، حدیث:۳۸۱۴)

ترجمہ: حج اور عمرہ پر دوام برتو؛ کیوں کہ یہ دونوں فقر اور گناہوں کو ختم کرتے ہیں، جیسا کہ دھونکنی لوہا سے زنگ کو دور کر دیتی ہے۔

ایک دوسری حدیث ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تَابِعُوا بَيْنَ الحَجِّ وَالعُمْرَةِ، فَإِنَّهُمَا يَنْفِيَانِ الفَقْرَ وَالذُّنُوبَ كَمَا يَنْفِي الكِيرُ خَبَثَ الحَدِيدِ، وَالذَّهَبِ، وَالفِضَّةِ، وَلَيْسَ لِلْحَجَّةِ المَبْرُورَةِ ثَوَابٌ إِلَّا الجَنَّةُ (ترمذی شریف، حدیث نمبر:۸۱۰)

ترجمہ: حج اور عمرہ ایک ساتھ کیا کرو؛ کیوں کہ یہ دونوں فقر اور گناہوں کو مٹاتے ہیں جیسا کہ بھٹی لوہا، سونا اور چاندی سے زنگ ختم کر دیتی ہے اور حج مبرور کا ثواب جنت ہی ہے۔

برائے حج خرچ کرنے کی فضیلت

ابوزہیر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "النَّفَقَةُ فِي الْحَجِّ كَالنَّفَقَةِ فِي سَبِيلِ اللهِ بِسَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ"

(مسند احمد، حدیث:۲۳۰۰۰، شعب الایمان، حدیث:۳۸۲۹)

ترجمہ: حج میں خرچ کرنا اللہ کے راستے میں خرچ کرنے کی طرح، (جس کا ثواب) سات سو گنا تک ہے۔

حاجیوں کی دعائیں

ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: الْحَاجُّ وَالْمُعْتَمِرُ وَفْدُ اللهِ تَعَالَى يُعْطِيهِمْ مَسْأَلَتَهُمْ، وَيَسْتَجِيبُ دُعَاءَهُمْ، وَيَقْبَلُ شَفَاعَتَهُمْ، وَيُضَاعِفُ لَهُمْ أَلْفَ أَلْفَ ضِعْفٍ۔

(اخبار مکۃ للفاکہی، حدیث:۹۰۲)

ترجمہ: حج اور عمرہ کرنے والے اللہ تعالی کے مہمان ہیں، اللہ تعالی ان کی مانگ ان کو عطا فرماتے ہیں، ان کی دعاؤں کو قبول کرتے ہیں، ان کی شفارش قبول کرتے ہیں اور ان کے لیے ہزار ہزار گنا تک ثواب بڑھایا جاتا ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ الْغَازِي فِي سَبِيلِ اللهِ، وَالْحَاجُّ وَالْمُعْتَمِرُ وَفْدُ اللهِ، دَعَاهُمْ، فَأَجَابُوهُ، وَسَأَلُوهُ، فَأَعْطَاهُمْ۔

(ابن ماجہ، حدیث:۲۸۹۳)

ترجمہ: اللہ کے راستے کا مجاہد اور حج و عمرہ کرنے والے اللہ کے مہمان ہیں۔ اللہ نے انھیں بلایا؛ لہٰذا انھوں نے اس پر لبیک کہا اور انھوں نے اللہ تعالیٰ سے مانگا ہے؛ تو اللہ نے ان کو نوازا ہے۔

حج کرنے میں جلدی کیجیے

ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تَعَجَّلُوا إِلَى الْحَجِّ – يَعْنِي: الْفَرِيضَةَ – فَإِنَّ أَحَدَكُمْ لَا يَدْرِي مَا يَعْرِضُ لَهُ۔ (مسند احمد، حدیث:۲۸۶۷)

ترجمہ: حج یعنی فرض حج میں جلدی کرو؛ کیوں کہ تم میں کوئی یہ نہیں جانتا کہ اسے کیا عذر پیش آنے والا ہے۔

حج نہ کرنے پر وعید

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مَنْ مَلَكَ زَادًا وَ رَاحِلَةً تُبَلِّغُهُ إِلَى بَيْتِ اللهِ وَلَمْ يَحُجَّ فَلَا عَلَيْهِ أَنْ يَمُوتَ يَهُودِيًّا، أَوْ نَصْرَانِيًّا، وَذَلِكَ أَنَّ اللهَ يَقُولُ فِي كِتَابِهِ: "وَلِلهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ البَيْتِ مَنْ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا" (آل عمران:۹۷) (ترمذی شریف، حدیث نمبر:۸۱۲)

ترجمہ: جو شخص اتنے توشہ اور سواری کا مالک ہو جائے، جو اسے بیت اللہ تک پہنچا دے، اس کے باوجود وہ حج نہ کرے؛ تو اس کے لیے کوئی ذمے داری نہیں ہے کہ وہ یہودی ہونے کی حالت میں مرے یا نصرانی، اور یہ اس وجہ سے کہ اللہ تعالی اپنی کتاب میں فرماتا ہے: "اور اللہ کا حق ہے لوگوں پر حج کرنا، اس گھر کا جو شخص قدرت رکھتا ہو اس کی طرف راہ چلنے کی۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ أَبْعَثَ رَجُلًا إِلَى هَذِهِ الْأَمْصَارِ، فَلْيَنْظُرُوا إِلَى كُلِّ رَجُلٍ ذِي جَدَةٍ لَمْ يَحُجَّ، فَيَضْرِبُوا عَلَيْهِمُ الْجِزْيَةَ، مَا هُمْ مُسْلِمِينَ، مَا هُمْ مُسْلِمِينَ۔ (السنۃ لابی بکر بن الخلال ۵/ ۴۴)

ترجمہ: میں نے ارادہ کیا کہ کچھ لوگوں کو ان شہروں میں بھیجوں، پھر وہ ان لوگوں کی تحقیق کریں کہ جنھوں نے استطاعت کے باوجود حج نہیں کیا، پھر وہ ان لوگوں پر ٹیکس لاگو کریں؛ (کیوں کہ) وہ مسلمان نہیں ہیں، وہ مسلمان نہیں ہیں۔

حرف آخر

حج کے اجر وثواب جو احادیث مبارکہ کی روشنی میں لکھے گئے ہیں، وہ کسی بھی مسلمان کو حج وعمرہ کا شوق دلانے کے لیے کافی ہیں۔ جن مسلمانوں کو اللہ تعالی نے مال ودولت سے نوازا ہے، ان کو چاہیے کہ خود کو حج و عمرہ کے عظیم ثواب سے محروم نہ کریں؛ کیوں کہ ہم ہمہ دم نیکیوں کے حصول اور گناہوں وسیئات سے مغفرت کے سخت محتاج ہیں۔

یہ بھی ہم جانتے ہیں کہ ہماری زندگی کا کوئی ٹھکانہ نہیں ہے۔ یہ کاغذ کی ایک ناؤ ہے، جہاں تک پہنچ جائے غنیمت ہے۔ آپ کی یہ ڈیڑھ دن کی زندگی چلی گئی؛ تو پھر کبھی واپس نہیں آئے گی۔ پھر حج کرنے میں کیوں تاخیر!

......◆......

غیبت ایک سنگین گناہ

مولانا محمد منظور امین اسعد نگرملوا

اللہ پاک نے اپنے بندوں کو ظاہری اور باطنی بے شمار نعمتوں سے سرفراز فرمایا ہے، جس کا احصاء اور شمار فرد بشر کی طاقت سے خارج ہے، خود اللہ سبحانہ وتقدس نے قران کریم میں صاف اعلان فرمایا ہے:

إن تعدوا نعمة الله لا تحصوها۔

اگر تم اللہ کی عطا کردہ نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو شمار نہیں کر سکتے۔

ان عظیم نعمتوں میں ایک عظیم ترین نعمت زبان ہے، یہ اللہ کا ایسا بیش بہا عطیہ ہے جو انسان کو دگر تمام مخلوقات سے ممتاز بناتا ہے، اسی نعمت عظمی کی وجہ سے انسان کو دوسری مخلوق پر امتیازی شان فوقیت اور برتری حاصل ہے، زبان انسان کے لیے ما بہ الامتیاز صفت ہے، اس لیے انسان کے لیے بے حد ضروری ہے کہ اس نعمت کو اللہ کی حمد وثنا میں مشغول رکھے، خدا کی کبریائی کے نغمہ سنائے، اور اس کی ربوبیت کے ترانہ گنگنائے، اور اس نعمت کا صحیح استعمال کرنے پوری کوشش کرے، اس کو خدا کی حرام کردہ چیزوں سے پاک رکھے، اور کسی بھی انسان کی آبرو ریزی میں ہرگز استعمال نہ کرے، الغرض اپنی زبان کو خدا کو راضی کرنے والے کاموں میں استعمال کرے۔

لیکن بڑے افسوس کا مقام یہ ہے کہ بہ جائے لوگ اس نعمت کو نیک امور میں استعمال کرنے کے نصوص قرآنیہ سے حرام شدہ کاموں میں استعمال کرتے ہیں، جو گناہ از روئے شریعت حرام ہے، ان میں زبان کے ذریعہ مرتکب ہو رہے ہیں، اور غیبت جیسے عظیم وسنگین گناہ کا ارتکاب کرتے ہیں، غیبت اتنا بڑا سنگین گناہ ہے کہ جس کے بارے میں سرکار دوجہاں آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے الغيبة أشد من الزنا فرمایا ہے، کسی کی مسلمان کی غیبت کرنا منہ کالا کرنے سے بڑا گناہ ہے، مسلمان کے عیوب اس کے عدم موجودگی میں بیان کرنا زنا سے بڑا جرم ہے، (أعاذنا الله منه) غیبت کی سنگینی کا اندازہ اس واقعہ سے لگا سکتے ہیں: کہ ایک بار حضرت اماں عائشہ جیسی پاک باز خاتون نے آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے حضرت صفیہ کی غیر موجودگی میں ان کا پستہ قد ہونا بہ طور استہزاء ہاتھ کے اشارہ سے بیان کیا، حضرت عائشہ کا یہ عمل آپ

صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت نا گوار خاطر گزرا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خفگی کا اظہار فرمایا، آپ کا چہرۂ انور جلال کی وجہ سے سرخ ہو گیا، اور حضرت اماں عائشہ سے مخاطب ہو کر فرمایا: کہ تمہاری اس حرکت کی کڑواہٹ اتنی تیز ہے کہ اس کی وجہ سے میٹھے سمندر کا سارا پانی کڑوا ہو جائے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر معراج میں مختلف لوگوں کو مختلف عذاب میں مبتلا دیکھا، ان میں ایسے لوگوں کو بھی دیکھا کہ انکے ہاتھوں میں چھریاں ہیں، جس کے ذریعہ وہ اپنے ہی جسم کے گوشت کو نوچ نوچ کر کھا رہے ہیں، آپ کے دریافت کرنے پر حضرت جبرئیل نے فرمایا کہ یہ لوگ دنیا میں انسانوں کی غیبتیں کر کے انکی آبرو ریزی کیا کرتے تھے، اور ان کی عزتوں کے ساتھ کھلواڑ کیا کرتے تھے، جس کی وجہ سے یہ اتنے سخت عذاب میں تا روز محشر مبتلا رہیں گے، (الامان والحفیظ) غیبت کرنے سے انسان کی ساری نیکیاں برباد ہو جاتی ہیں، نماز اور حج جیسی عبادات کا ثواب ختم ہو جاتا ہے، غیبت کرنے والا شخص خدا کو کبھی پا نہیں سکتا، خواہ کتنا ہی بڑا قائم باللیل اور صائم بالنہار کیوں نہ ہو، غیبت حقوق العباد میں سے ہے، جب تک بندہ معاف نہیں کرگا، اس وقت اللہ بھی معافی کا اعلان نہیں کرے گا، حدیث مبارکہ میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے جاں نثار صحابہ سے فرمایا: لا يبلغني أحد منكم عن أحد شئيا لأني أحب أن أخرج إليكم و أنا سليم الصدر: تم میں سے کوئی بھی کسی کے بارے میں کوئی بات مجھ تک نہ پہنچایا کرے، میں چاہتا ہوں کہ میں تمہارے پاس آؤں اور میرا دل ہر ایک تئیں پاک وصاف ہو۔

اور ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن بہت سارے لوگ ایسے ہوں گے جنہوں نے دنیا میں نمازیں بہت کثرت سے پڑھی ہوں گی، روزے بھی بہت رکھے ہوں گے، ڈھیر ساری عبادتیں کی ہوں گی، لیکن دنیا میں غیبت میں بہت زیادہ مبتلا تھے، اس لیے روز محشر پل صراط پر روک کر فرشتے ان سے کہیں گے کہ پہلے ان لوگوں سے معافی مانگو جن کی تم نے دنیا میں غیبت کی تھی، اس سے پہلے دخول جنت ممکن نہیں ہے، (اللہ ہم سب کی حفاظت فرمائے)

ایک مشہور تابعی ربعی رحمہ اللہ علیہ جو بلند پایہ کے بزرگ تھے، ان کا واقعہ منقول ہے کہ وہ فرماتے ہیں: کہ ایک روز میں نے چند ایسے لوگوں کو دیکھا کہ مجلس بازی میں شریک ہیں، اور بات چیت میں مشغول ہیں، میں بھی انکے ساتھ بیٹھ کر گفتگو کرنے لگا، لیکن تھوڑی دیر گذری تھی کہ ان لوگوں نے غیبت شروع کر دی، چناں چہ میں اس مجلس سے اٹھ کر دور جا کر کھڑا ہو گیا، کافی دیر کے بعد یہ سمجھ کر کہ ان لوگوں نے غیبت چھوڑ دی ہوگی، اس مجلس میں دوبارہ شریک ہو کر ان کے ساتھ گفتگو میں مشغول ہو گیا، تھوڑی دیر گزری تھی کہ اس مجلس میں حاضر لوگوں نے دوبارہ غیبت شروع کر دی، لیکن اس بار میں مجلس چھوڑنے کی

ہمت نہ کر سکا، اور میں بھی اس غیبت کو سننے لگا، اور دو تین جملہ غیبت کے بھی بول دیے، جب مجلس ختم ہو گئی، اور رات کو جب سونے کے لیے بستر پر لیٹا، اور ابھی نیند آئی ہی تھی کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک انتہائی کالا بدشکل آدمی میرے سامنے کھڑا ہے، اور اس کے ہاتھ میں طشت ہے، جس میں خنزیر کا گوشت ہے، اس شخص نے مجھے وہ گوشت کو کھانے کو کہا، میں نے جوابا کہا: کہ میں مذہب اسلام کو ماننے والا ہوں، اسلام میں خنزیر کا گوشت کھانا حرام ہے، لیکن اس شخص نے کہا: کہ تو نے مجلس میں ایک مسلمان کی آبرو ریزی کی ہے، اور غیبت کر کے اسکی عزت پر حملہ کیا ہے، یہ کہتے ہوئے کہ تجھے گوشت کھانا ہی پڑے گا جبرا وہ گوشت میرے منہ میں ٹھونسنے لگا، جس سے مجھے بہت کوفت محسوس ہوئی، جب صبح کو بیدار ہوا تو میں نے اپنے منھ میں خنزیر کے گوشت کا ذائقہ محسوس کیا، اور جب دوپہر کا کھانا کھایا تو کھانے کے ساتھ گوشت کا ذائقہ بھی محسوس ہو رہا تھا، اور یہ مصیبت پورے ایک ماہ کے بعد ختم ہوئی۔

آج ہم اپنی مجالس کا جائزہ لیں، اور گریبان میں منہ ڈال کر تھوڑی دیر کے لیے سوچیں کہ ہم اپنے آپ کو غیبت سے کتنا بچاتے ہیں؟!! کوئی ایسا دن ہے؟ جو کسی کے غیبت کے بغیر گذرا ہو، ہم اپنا محاسبہ کریں، ہم اپنی زبان کو کتنا قابوں میں رکھتے ہیں، خدانا خواستہ اگر ہم اس گناہ میں مبتلا ہیں تو جلدی سے توبہ کریں، اور جن کی غیبت کی ہے ان سے معافی مانگ لیں، ورنہ ہماری بڑی سی بڑی نیکیاں برباد ہو جائے گیں، قیامت کے دن ہمارا نامہ اعمال سفید کاغذ کی طرح خالی ہوگا، درس تدریس قرآن وحدیث کے علوم کے ترویج کا ثواب رائیگاں ہو جائے گا، اور خدا کے حضور اس حال میں حاضر ہوں گے کہ ہمارے پلہ کچھ بھی نہ ہوگا، اس لیے ہم اپنی زبان کو غیبت سے بچانے کی بہت زیادہ فکر کریں، اپنی مجالس ومحافل میں کسی شخص کا تذکرہ بھی نہ کریں، اور اپنے آپ کو مجلس بازی سے بہت دور رکھیں، غیبت سے بچنے کا سب آسان طریقہ یہ ہے کہ ہم خود کو ایسی مجالس سے دور رکھیں، جس میں غیبت کا امکان ہو، اپنے آپ کو غیبت سے بچا کر نیکیوں اور اچھے کاموں کی حفاظت کریں، اور خاموش رہنے کی کوشش کریں، اور اپنے عیوب پر نظر رکھیں، اور مسلمان بھائی کے عیوب پر پردہ پوشی کریں، اللہ ہمارے عیوب پر پردہ ڈال دے گا، اور اکابرین کی سوانح پڑھتے رہا کریں، اور انکی زندگی واقعات نازسمند کے لیے تازیانہ کا کام دیں گے۔

اللہ ہم سب کو اس گناہ کبیرہ سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے، اور ہم سب کو روز محشر اپنے عرش کا سایہ نصیب فرمائے۔

......◆......

الحادودہریت کی نئی لہر

اسباب، چیلنجز اور حل

مفتی محمد ذیشان احمد قاسمی

یقیناً ہم اس پُرفتن دور میں جی رہے ہیں جس میں فتنے رات کے سیاہ اندھیروں کی مانند ہیں، جس کی ظلمت وتاریکی میں سمجھ دار بھی حیران وسرگردان رہ جاتا ہے۔

اہلِ نظر سے مخفی نہیں کہ یہ ایسا دور ہے جس میں آدمی کے ایمان کا کوئی بھروسہ نہیں، صبح کا مؤمن شام کو کافر اور شام کا مؤمن صبح کو العیاذ باللہ- مرتد بن جاتا ہے۔ گو کہ یہ دور بعینہٖ اس حدیث کا مصداق ہے جسے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

بادروا بالأعمال فتنا كقطع الليل المظلم، يصبح الرجل مؤمنا ويمسى كافرا، ويمسى مؤمنا ويصبح كافرًا، يبيع أحدهم دينه بعرض من الدنيا (أخرجه مسلم والترمذی)

نیک اعمال میں جلدی کرو، اس سے پہلے کہ فتنے آئیں جو اندھیری رات کے ٹکڑوں کی مانند ہوں، اس میں آدمی صبح کو مؤمن ہوگا اور شام کو کافر یا شام کو مؤمن ہوگا اور صبح کو کافر، دین کو دنیا کے معمولی مفاد کے عوض بیچ ڈالے گا۔ (مسلم وترمذی)

نئی لادینیت (New Atheism) کا فتنہ

امت مسلمہ کو موجودہ وقت میں جن فتنوں کا سامنا ہے، ان مہلک وخطرناک فتنوں میں سے ایک نئی لادینیت (نیا الحاد:New Atheism) کا فتنہ ہے۔

گزشتہ چند برسوں سے مشرق ومغرب میں نئی لادینیت کی لہر اٹھی ہے، جس کے بارے ہم بکثرت سن رہے ہیں، جو نہایت تیزی سے معاشرے کے مختلف طبقوں میں، بالخصوص نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں میں

پھیل رہی ہے، بلکہ یہ فتنہ ایک فکری رجحان اور جدید فیشن کی صورت اختیار کر گیا، جسے عصری جامعات اور اداروں کے اکثر طلبہ وطالبات اپنانے لگے ہیں۔

وجود باری تعالیٰ، ایک اٹل حقیقت

حالاں کہ وجود باری تعالیٰ، ایک ایسی اٹل حقیقت ہے، جس کا انکار کوئی ہٹ دھرم اور عقل سے کورا شخص ہی کرسکتا ہے؛ کیوں کہ عقل وخرد رکھنے والا شخص، اگر اپنی عقل سلیم سے غور کرے گا تو یہ جان لے گا کہ یہ عظیم الشان کائنات، اس کا منظم نظام اور اس کی بے مثال عمدہ ترتیب یقینا ایک قادر مطلق کے خلقِ بے مثال کا نتیجہ ہے، وہ ہی ہے جو سارے جہانوں کا پالنہار ہے اور جو اس نظام عالم کو اپنی قدرت کاملہ سے چلا رہا ہے، وہی الحی القیوم ہے اور یہ عالم، اس کا نظام، اس کا ذرہ ذرہ، چپہ چپہ اسی خدائے وحدہ لاشریک لہ کے وجود کی واضح ترین دلیل ہے، جیسا کہ شاعر ابوالعتاہیہ نے کہا:

فيا عجبا كيف يُعصى الإله
أم كيف يجحده الجاحدُ؟
وفي كل شيء له آيةٌ
تدل على أنه الواحدُ

کتنی تعجب کی بات ہے کہ اللہ کی نافرمانی کی جائے یا کوئی اس کا انکار کرے، حالاں کہ ہر چیز میں اس کی نشانی ہے جو اس کے واحد ہونے پر دلالت کرتی ہے۔

کائنات کے نظام میں ہر حرکت اور ہر سکون اس بات کا گواہ ہے کہ اس کا کوئی خالق اور مدبر موجود ہے۔ اس کے باوجود بھی اگر کوئی وجود باری تعالیٰ پر دلیل مانگے تو وہ یقیناً عربی زبان کا معروف شاعر ابو الطیب متنبی کے اس شعر کا مصداق ہے:

وَلَيْسَ يَصِحُّ فِي الْأَفهام شَيْءٌ
إذا احتاجَ النهارُ إلى دَليلِ

عقل کا کوئی اعتبار باقی نہیں رہتا، اگر دن کی روشنی کے لیے دلیل کی ضرورت پڑے۔

لیکن اس سب کے باوجود، کچھ لوگ اس کائنات میں ایسے بستے ہیں جن کی شامت اعمال کے سبب بحکم خداوندی ان کے دلوں پر مہر لگ چکی ہے، آنکھوں پر پردہ پڑ چکا ہے، کان حق کو سننے سے بہرے ہو چکے ہیں، وہ اللہ پاک کے وجود کا انکار کرتے ہیں اور اس الحاد ولادینیت کے نہ صرف خود شکار ہیں، بلکہ

دوسروں کو بھی اس کی دعوت دیتے ہیں۔ آج وہ اپنے افکار ونظریات کو برق رفتاری سے دنیا بھر میں پھیلانے میں لگے ہیں۔

زیرِ نظر مضمون میں اسی "الحاد ولا دینیت" کے فتنے پر روشنی ڈالی گئی ہے اور یہ بتانے کی سعی کی گئی ہے کہ امت مسلمہ، خصوصاً علمائے کرام کیسے اس فتنہ سے نبرد آزما ہو سکتے ہیں، اس کا قلع قمع کر سکتے ہیں اور اس کی سرکوبی کا فریضہ انجام دے سکتے ہیں، دعا ہے کہ اللہ پاک اس تحریر کو نافع وچشم کشا بنائے۔

قبل اس کے کہ ہم اصل موضوع کا آغاز کریں، الحاد کی تعریف، اقسام اور ان کی اصطلاحات وغیرہ کی معرفت ضروری معلوم ہوتی ہے۔

لہٰذا ذیل میں انھیں ملاحظہ فرمائیں:

الحاد کی تعریف اور اقسام

لغوی معنی: "الحاد" لغت میں "مقصد سے انحراف" یعنی راستے سے ہٹ جانا کے معنی میں آتا ہے۔

اصطلاحی معنی: الحاد اصطلاح میں مختلف مفاہیم میں استعمال ہوتا ہے:

کبھی خدا کے وجود کے انکار کے لیے، یعنی دہریت ولا دینیت کے معنی میں، کبھی شرک کے مفہوم میں، کبھی دین سے انحراف کے لیے اور کبھی دین میں تحریف کرنے کے لیے۔

الحاد کا رائج معنی ومفہوم

تاہم آج کے دور میں جب ہم الحاد کی بات کرتے ہیں تو اس سے مراد عموماً وہ نظریہ ہوتا ہے جس میں خدا کے وجود کا مکمل انکار کیا جاتا ہے، جسے عام اصطلاح میں "دہریت" کہا جاتا ہے۔

الحاد کی اقسام

(١) مثبت الحاد: (Positive/Strong Atheism) اس میں کوئی شخص خدا کے وجود کا واضح انکار کرتا ہے۔ وہ وحی، نبوت اور کسی دین پر ایمان نہیں رکھتا۔ مثلاً بودھ مت وغیرہ کچھ عقائد رکھتے ہیں، لیکن ان کا خدا کے وجود پر ایمان نہیں ہوتا۔

(٢) منفی الحاد یا لاادریت: (Agnosticism/Negative Atheism) اس میں شخص نہ تو خدا کے وجود پر ایمان رکھتا ہے، نہ اس کے عدم پر۔ وہ کہتا ہے کہ میرے پاس کوئی دلیل نہیں، اس لیے

میں نہ انکار کرتا ہوں، نہ تصدیق۔

(۳) ربوبیت (Deism): اس نظریے میں خدا کے وجود کو مانا جاتا ہے، لیکن یہ تصور کیا جاتا ہے کہ خدا نے کائنات کو تو بنایا، لیکن اب وہ اس میں مداخلت نہیں کرتا۔ نہ وحی بھیجتا ہے، نہ رسول، نہ معجزات۔

"نیا الحاد" کیا ہے؟

"نیا الحاد" (New Atheism) ایک جدید تحریک ہے، جو خدا کے وجود کا نہ صرف انکار کرتی ہے؛ بلکہ اس کے خلاف دلائل و تشہیر کو اپنا مشن بناتی ہے۔ ڈاکٹر عبداللہ العجیری کے مطابق "نئے الحاد" کی اصطلاح سب سے پہلے ۲۰۰۶ء میں "جیری وولف" نے ایک مغربی جریدے Wired Magazine میں استعمال کی۔

یہ فتنہ صرف نظریاتی فتنہ نہیں!

یہ فتنہ صرف نظریاتی فتنہ نہیں، بلکہ ایک فکری اور تہذیبی چیلنج بن کر سامنے آیا ہے، جس کا مقصد افراد اور اسلامی معاشرہ کی شناخت اور ان کی دینی وابستگی کو مٹانا ہے اور ان کو غیر محسوس طور پر مرتد بناتا ہے۔

امت کو درپیش دو بڑے چیلنجز

اس فتنے سے نمٹنے کے لیے امت مسلمہ کئی ایک چیلنجز درپیش ہیں، جن میں درج ذیل دو چیلنج بطور خاص قابل ذکر ہیں:

(۱) پوشیدگی اور بدلا ہوا بھیس

یہ الحاد اپنی اصلی شکل میں ظاہر نہیں ہوتا، بلکہ آزادی فکر، عقل پسندی اور روشن خیالی کے نقاب میں نوجوانوں کو اپنی طرف راغب کرتا ہے، ان میں پھیلتا اور پھولتا ہے؛ چناں چہ جامعات، اسکولز اور سوشل میڈیا کے آزادانہ ماحول کے ذریعے اس کی جڑیں اسی بدلے ہوئے روپ میں مضبوط ہو رہی ہیں۔

احساسِ زیاں جاتا رہا!

نوجوان لڑکے لڑکیاں، اسکولوں اور یونی ورسٹیوں کے طلبہ وطالبات کی بڑی تعداد اس سے کافی حد

تک متاثر ہورہی ہے اور یہ الحاد اُن کے درمیان سرایت کرتا جارہا ہے، اُن کی صفوں میں داخل ہوکر آسانی سے، بغیر کسی رکاوٹ ومزاحمت کے انہیں اپنا شکار بنارہا ہے، جیسے کوئی نرم نوالہ جو خود بخود حلق سے اتر جائے اور یہ ایمان کا سودا اس طرح ہورہا ہے کہ انہیں خبر تک نہیں!

وائے ناکامی! متاعِ کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا

مسلم نوجوان نسل اور دہریت کی یلغار

چناں چہ آج کتنے ہی طلبہ (اسٹوڈنٹس) ایسے ہیں جنہوں نے اپنا دین کھودیا اور انہیں معلوم تک نہ ہوا!

کتنی ہی طالبات ایسی ہیں جنہوں نے اپنا ایمان گنوادیا اور انہیں احساس تک نہ ہوا!
کتنے ہی نوجوان ایسے ہیں جو اپنے عقیدے سے ہاتھ دھو بیٹھے اور انھیں پتا بھی نہ چلا!
کتنی ہی لڑکیاں ایسی ہیں جن سے ان کا اسلام چھن گیا اور انہیں خبر تک نہ ہوئی!

نسل نو کفر کے دہانے پر!

ایک ماہر تعلیم نے چند ماہ قبل اسکولوں، کالجوں اور یونی ورسٹیوں کے طلبہ وطالبات کی اسی حالت زار کو بیان کرتے ہوئے راقم الحروف سے کہا:

”آج کے دور کے اکثر طلبہ وطالبات ایمان کے کنارے کھڑے ہیں، جو کہ ایک کمزور اور ٹوٹنے والا کنارہ ہے، جس پر ذراسی لغزش انہیں گم راہی کی گہرائیوں اور دلدل میں دھکیل سکتی ہے۔“

(۲) جدید الحاد کا تیزی سے پھیلنا

اس فتنے سے نبرد آزمائی کے لیے ایک اور بڑا چیلنج جو ہمیں درپیش ہے، وہ اس کا آہستہ دبے پاؤں بڑی برق رفتاری سے پھیلنا ہے، چناں چہ اسی حوالے سے سعودی عرب کے معروف عالم اسکالر ڈاکٹر عبداللہ العجیری اپنی کتاب ”ميليشيا الإلحاد مدخل لفهم الإلحاد الجديد“ کے صفحہ ۹/ پر رقم طراز ہیں:

”كنت مع قناعة بأن موجة هذا الإلحاد الجديد التى كانت تضرب المجتمعات الغربية ستمدد لتقرع أبوابنا؛ لكن ما كنت أظن أن الأمر سيكون بهذه السرعة“.

مجھے یہ تو یقین تھا کہ نئی لادینیت کی یہ لہر، جو مغربی معاشروں کو اپنی گرفت میں لے چکی ہے، ایک نہ ایک دن ہمارے دروازوں تک بھی ضرور آ پہنچے گی، مگر یہ اندازہ ہرگز نہ تھا کہ اتنی تیزی سے ہم تک پہنچے گی!

چناں چہ بعض تحقیقات کے مطابق دنیا کی سات فیصد آبادی ملحد بن چکی ہے اور عالمی سطح پر عرب وعجم میں لادینیت کی یہ لہر بہت تیزی سے بڑھ رہی ہے۔

اسبابِ شیوع وذرائع فروغ

اگر ہم بغور اس فتنے کے اسباب فروغ کا جائزہ لیں تو ہمیں معلوم ہوگا کہ ملحدین نے اپنے گم راہ کن افکار پھیلانے اور الحادی افکار ونظریات کی دعوت دینے کی بھرپور کوشش کی ہے اور اس کے لیے انہوں نے دونوں طرح کی دنیا (۱) حقیقی دنیا (یعنی زمینی سطح پر) (۲) فرضی دنیا (یعنی آن لائن یا انٹرنیٹ) کو اپنی لادینیت ودہریت کی توسیع وتبلیغ کا میدان بنایا۔

حقیقی دنیا میں الحاد کی تبلیغ وترویج کی صورتیں

حقیقی دنیا میں الحاد کی دعوت دینے کی چند صورتیں وہ ہیں جنہیں ڈاکٹر عبد اللہ العجیری نے اپنی معروف کتاب ”میلیشیا الإلحاد“ میں تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے۔ ان میں سے چند ایک یہاں ذکر کیے جا رہے ہیں:

(۱) دہریت کی فکر پر مبنی فلمیں اور گانے

(۲) سڑکوں پر لادینیت کے جگہ جگہ اشتہارات

(۳) پبلک ٹرانسپورٹ پر الحادی سلوگنز

(۴) لباس پر الحاد کے دعوتی وتبلیغی پیغامات

(۵) گاڑیوں پر ایتھیزیم کے اسٹیکرز

(۶) الحادی افکار ولادینیت کے مواد پر مشتمل کتب کی اشاعت

(۷) باقاعدہ الحادی اداروں کا قیام اور ان کا استحکام

یہ چند وہ ذرائع ہیں جو ملحدین عالمِ حقیقی میں الحاد کی ترویج واشاعت کے لیے استعمال کرتے ہیں۔

انٹرنیٹ کی دنیا میں الحادی افکار کے تشہیری ذرائع

یوٹیوب چینلز، سوشل میڈیا پیجز، بچوں کے کارٹون اور ویب سائٹس وغیرہ یہ سب وہ مؤثر انٹرنیٹ ذرائع ہیں جن کو ملحدین لادینی افکار کی تشہیر کے لیے خوب منظم اور منصوبہ بند طریقے سے استعمال کرتے ہیں۔

اس فتنے کا مقابلہ کیسے کیا جائے؟

اس فتنے کی خطرناکی، نیز اس کے تیزی سے پھیلاؤ کے پیش نظر ہر صاحب ایمان اپنے اور امت مسلمہ کے ایمان وعقیدے کے تئیں انتہائی فکرمند ہوگا کہ ہم اس فتنے کا کیسے مقابلہ کریں؟ اور کیسے اس کا سد باب کریں؟

سد باب اس طرح ممکن ہے

یہ فتنہ چوں کہ مختلف اسباب وذرائع سے امت میں اپنی جڑیں پھیلا رہا ہے اور اسے مضبوط کررہا ہے، اس لیے رجوع الی اللہ اور دعاؤں کے اہتمام کے ساتھ ساتھ اسباب کے درجہ میں اس کا دفاع بھی مختلف جہات اور متعدد طریقوں سے ہونا چاہیے، چناں چہ اس حوالے سے درج ذیل گیارہ طریقے واقدامات، جو ان شاء اللہ مفید وموثر ہوسکتے ہیں، نذر قارئین ہیں:

رد الحاد کے گیارہ طریقے اور حل

(۱) قرآن وسنت سے گہرا تعلق

ہمارا ایمان ہے کہ ہر فتنے سے نجات کی واحد راہ کتاب اللہ اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے؛ لہٰذا ہر مسلمان کو چاہیے کہ ان دونوں سے اپنا تعلق انتہائی گہرا ومضبوط رکھے اور ان کو سمجھنے، پھر ان پر عمل کرنے کی مکمل کوشش کرے۔

(۲) عوامی شعور کی بیداری

دوسرا اقدام اس فتنے کے روک تھام کے لیے یہ کیا جائے کہ جمعہ کے خطبوں، دروس تفسیر وحدیث اور

لیکچرز ومحاضرات وغیرہ کے ذریعے، ایمان وعقائد کی اہمیت کو اجاگر کیا جائے، نیز اس فتنے کی سنگینی اور اس کے خطرناک نتائج کو واضح کیا جائے۔

(۳) نوجوانوں کی اسلامی تربیت

چوں کہ بالعموم اس فتنہ کا شکار نوجوان بن رہے ہیں، اس لیے خصوصاً ان کے مابین اسکولوں، کالجوں اور جامعات میں دینی تعلیم، عقائد صحیحہ کی توضیح، بالخصوص عقیدہ توحید کی اہمیت کو ان کے ذہنوں میں راسخ کیا جائے، نیز باضابطہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایمان افروز واقعات سے ان کی اسلامی تربیت اور دینی ذہن سازی کی جائے۔

(۴) امت کے قلوب میں اللہ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والہانہ محبت وعقیدت کی ترسیخ

بچوں کے دلوں میں کم عمری ہی سے اللہ ورسول کی بے پناہ سچی محبت جاگزیں کی جائے اور عقیدہ توحید ورسالت کو ان کے قلب ودماغ میں پیوست کر دیا جائے؛ کیوں کہ اس کا اثر دیرپا ہوتا ہے، عربی محاورہ معروف ہے "الحفظ فی الصغر کالنقش علی الحجر" (بچپن کا یاد کردہ، پتھر کی لکیر کی طرح ہوتا ہے)۔

(۵) فہم شریعت میں علمائے سلف پر اعتماد کی بحالی

چوں کہ اس فتنے کی اشاعت کے لیے ملحدین نے اسلاف امت کو مجروح کرنے کی مستقل منصوبہ بند کوششیں اور سازشیں کیں، ان پر سے عوام کے اعتماد کو متزلزل کرنے کی سعی کی ہے، جس کے بعد براہ راست قرآن وسنت پر اعتراضات کی راہ انہوں نے ہموار کی؛ اس لیے ضرورت ہے اس بات کی کہ قرآن وسنت کی تفہیم وتشریح کے باب میں اکابر امت کے فہم کو معتمد ومدار صحت قرار دیا جائے اور اس راہِ اعتراض کا سد باب کیا جائے۔

(۶) متخصص علماء کا تیار کرنا

عربی زبان کا مقولہ ہے "لکل فن رجال" یعنی ہر کام کے لیے خاص لوگ (ماہرین) ہوتے ہیں، جو اس کام کو بحسن وخوبی انجام دینے کی صلاحیت رکھتے ہیں، چوں کہ یہ بھی ایک اہم ترین کام ہے تو اس کے لیے

علمائے امت اور مقتدایانِ ملت کا یہ فریضہ ہے کہ وہ ایسے علماء تیار کریں جو ملحدین کی ریشہ دوانیوں سے اچھی واقفیت رکھتے ہوں اور ان کے شبہات واعتراضات کا مدلل تشفی بخش جواب دے سکتے ہوں۔

(۷) الحادی شبہات کے رد کے لیے مختص علمی مراکز کا قیام

اس فتنے کی تردید کے لیے شہروں اور دیہاتوں کے مختلف مقامات پر ایسے علمی مراکز کا قیام بھی ناگزیر ہے جہاں سائنسی، عقلی اور دینی بنیادوں پر الحادی افکار ونظریات کا تشفی بخش عقلی ونقلی مدلل جواب دیا جائے اور وہاں اس کا تحریری لٹریچر علاقائی اور انگریزی زبان میں دستیاب ہو۔

(۸) عقائد کی آف لائن اور آن لائن تفہیم وتشریح

اکثر عوام بڑے چھوٹے مرد وزن عقائد صحیحہ (عقائد اہل سنت والجماعۃ) سے بالعموم ناواقف ونابلد ہوتے ہیں، تو آسان وعام فہم علاقائی زبان میں ان کی آن لائن اور آف لائن تفہیم وتشریح کی کلاس یا پروگرام محلہ محلہ اہتمام سے منعقد کیے جائیں اور اس میں اہل محلہ کی شرکت کو یقینی بنانے کی پوری فکر اور کوشش کی جائے۔

(۹) سوشل میڈیا پر عقائد صحیحہ کی نشر واشاعت کا اہتمام وانتظام

عصر حاضر میں کسی بھی نظریہ کی تبلیغ یا کسی مادی یا معنوی چیز کی تشہیر میں جو سوشل میڈیا کا کردار ہے وہ کسی سے مخفی نہیں، ایسے میں ان سوشل میڈیا پلیٹ فارمز کو عقائد صحیحہ کی نشر واشاعت کے لیے انفرادی اور اجتماعی طور پر استعمال کرنا وقت کی اہم اور ناگزیر ضرورت ہے؛ لہٰذا اس موضوع پر مشتمل تحریری وتقریری مواد انگریزی، اردو اور عربی زبان میں سوشل میڈیا پر نشر کیا جائے اور اسے عام کیا جائے۔

(۱۰) ملحدین سے حقیقی وفرضی دنیا میں دوری واجتناب

اس الحادی فتنہ کی سرکوبی اور اس کے سد باب کے لیے لازم ہے کہ ہم تمام مسلمانوں کو، بالخصوص ہماری نوجوان نسل کو، ملحدین کی آف لائن اور آن لائن مصاحبت، ان کے ملحدانہ خرافات کو سننے اور لادینی افکار ونظریات کو پڑھنے سے سو فیصد روکیں؛ کیوں کہ راقم حروف کو معتبر ذرائع سے کئی ایک ایسے مسلم نوجوان لڑکے لڑکیوں کے ملحد بننے کے واقعات کا علم ہوا، جس کا راست سبب ملحدین کی صحبت اور ان سے نزدیکی بنی ہے اور یہ کیوں کر ممکن ہے کہ صحبت اپنا اثر نہ دکھائے؟! جب کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا

فرمان عالی ہے: عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ، عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: "لَا تُصَاحِبْ إِلَّا مُؤْمِنًا، وَلَا يَأْكُلْ طَعَامَكَ إِلَّا تَقِيٌّ (رواه أبوداود والترمذی)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مومن کے سوا کسی کو اپنا رفیق نہ بناؤ اور تمہارا کھانا صرف پرہیزگار (متقی) ہی کھائے۔"

حدیث کا پہلا جملہ یہاں محل شاہد ہے، جس کا مطلب واضح ہے کہ دوستی اور قریبی تعلق صرف اہل ایمان سے رکھو کہ کیوں کہ اغیار کی صحبت کے سبب ایمانی وروحانی کیفیت عموماً متاثر ہوتی ہے۔

چناں چہ ایک اور روایت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت صاف صاف الفاظ میں فرمایا: الرَّجُلُ عَلَى دِينِ خَلِيلِهِ، فَلْيَنظُرْ أَحَدُكُمْ مَنْ يُخَالِلُ" (رواه أبوداود)

"آدمی اپنے دوست کے دین (طور طریقے) پر ہوتا ہے، لہٰذا تم میں سے ہر ایک کو دیکھنا چاہیے کہ وہ کس سے دوستی کر رہا ہے۔"

اور اس باب میں مولانا روم کا فارسی شعر بھی بہت مشہور ہے:

صحبت صالح ترا صالح کند
صحبت طالح ترا طالح کند

یعنی نیک کی صحبت تجھے نیک اور بد کی صحبت بد بنائے گی۔

(۱۱) ایمان کی سلامتی اور استقامت کے لیے قرآنی اور مسنون دعاؤں کا اہتمام

آخری اور اہم ترین ذریعہ اور حل دعا ہے، کیوں کہ مومن کے لیے کسی بھی مصیبت وآزمائش کے وقت خاص طور پر اور عموماً ہر وقت، سب سے بڑا ہتھیار اللہ پاک سے دعا ہے، بالخصوص قرآنی اور مسنون دعائیں کہ ان کی تاثیر مسلم ویقینی ہے۔

لہٰذا ہم کو چاہیے کہ مذکورہ اسباب اختیار کرنے کے ساتھ ساتھ، اپنے اور اپنے متعلقین کے؛ بلکہ ساری امت مسلمہ کے ایمان وعقیدے کی حفاظت کے لیے قرآنی اور مسنون دعاؤں کا اہتمام کریں۔

حفاظت ایمان کے لیے چند قرآنی اور مسنون دعائیں

(۱) رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِن لَّدُنكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنتَ الْوَهَّابُ۔

ترجمہ: اے ہمارے رب! جب تو ہم کو ہدایت کر چکا تو ہمارے دلوں کو نہ پھیر اور اپنے ہاں سے ہمیں رحمت عطا فرما، بے شک تو بہت زیادہ دینے والا ہے۔

(۲)تَوَفَّنِي مُسْلِمًا وَاَلْحِقْنِي بِالصَّالِحِينَ۔

ترجمہ: (اے اللہ!) مجھے اسلام پر موت دے اور مجھے نیک بختوں میں شامل کر دے۔

مسنون دعائیں

(۱)اللَّهُمَّ تَوَفَّنَا مُسْلِمِينَ، وَأَحْيِنَا مُسْلِمِينَ، وَاَلْحِقْنَا بِالصَّالِحِينَ، غَيْرَ خَزَايَا وَلَا مَفْتُونِينَ.

ترجمہ: اے اللہ! ہمیں مسلمان ہونے کی حالت میں وفات دے اور مسلمان ہونے کی ہی حالت میں زندہ رکھ اور ہمیں نیک لوگوں کے ساتھ ملا دے، اس حال میں کہ نہ ہم رسوا ہوں اور نہ آزمائش میں پڑیں۔

(۲)يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ، ثَبِّتْ قَلْبِي عَلَى دِينِكَ.

ترجمہ: اے دلوں کو پلٹنے والے! میرے دل کو اپنے دین پر ثابت قدم رکھ۔

(۳)اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ إِيمَانًا لَا يَرْتَدُّ، وَنَعِيمًا لَا يَنْفَدُ، وَمُرَافَقَةَ مُحَمَّدٍ صلى الله عليه وسلم فِي أَعْلَى جَنَّةِ الْخُلْدِ.

ترجمہ: اے اللہ! میں تجھ سے ایسا ایمان مانگتا ہوں جو کبھی زائل نہ ہو، ایسی نعمت مانگتا ہوں جو کبھی ختم نہ ہو اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت مانگتا ہوں ہمیشہ کی بلند ترین جنت میں۔

نیز ہم سب کو چاہیے کہ زبان و قلب اور قول و عمل سے نعمت ایمان پر اللہ کا شکر بجالاتے رہیں؛ کیوں کہ ”بالشکر تدوم النعم“ نعمت شکر سے باقی رہتی ہے، بلکہ اس میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔

اعلان باری تعالیٰ ہے لَئِن شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ

(اگر تم شکر ادا کرو گے تو میں تم پر نعمتوں میں ضرور اضافہ کروں گا)۔

حاصل کلام: یہ کہ فتنہ الحاد کا مقابلہ کرنا آسان نہیں، مگر ناممکن بھی نہیں۔ اگر رجوع الی اللہ، اخلاص، علم صحیح اور منصوبہ بندی کے ساتھ کوشش کی جائے، تو اللہ کی مدد سے ہم اس فتنہ کا کامیابی سے مقابلہ کر سکتے ہیں اور اس پر قدغن لگا سکتے ہیں۔ وما ذلک علی اللہ بعزیز.

……◆……

طوطئ بہار، مجاہد آزادی

مولانا سید نثار احمد انوری دربھنگویؒ

مولانا سید فضیل احمد ناصری
استاذ حدیث جامعہ امام محمد انور شاہ دیو بند

امام العصر علامہ کشمیریؒ کے بہاری شاگردوں کا ذکر ہو تو ان میں ایک نام اس درویش خدا مست کا بھی ہے، جو اپنے وقت کا انتہائی مستند عالم تھا۔ جس نے درس گاہوں کو رونق تو بخشی ہی، رزم گاہ میں بھی اپنے جوہر پامردی سے دکھائے۔ جہاد آزادی میں مردانہ وار حصہ لیا۔ جس نے اپنے فیضانِ علم و ہنر سے خلق کثیر کو متاثر و مستفید کیا۔ یعنی جامع العلم والعمل حضرت مولانا سید نثار احمد انوری دربھنگوی۔ پرجوش اور ولولے سے لبریز۔ امام سیاست کے ساتھ عالم ربانی بھی۔ کشمیری الامام کے فدائی و شیدائی۔ اپنے استاذ پر اس قدر فدا کہ اپنے نام کے ساتھ انوری لگا لیا اور اسی نسبت سے شہرت کے بام عروج پر پہونچے۔ مظاہر علوم سہارنپور میں چھ سالہ تدریس کے بعد بہار کے مدرسہ احمدیہ مدھوبنی جو گئے تو اسی گوشے میں رہ کر پوری زندگی گزار دی۔ عرصے تک شیخ الحدیث، صدر المدرسین اور پرنسپل رہے۔ غالباً ۱۹۶۰ء میں حج کی سعادت بھی سمیٹی۔ ان کی خدمات کا ایک زمانے تک غلغلہ رہا، پھر مرور زمانہ سے ان کی شخصیت پر ایسی دبیز چادر چڑھی کہ اب ان کا حال بتانے والا بھی کوئی نہیں ملتا، کیا کہیے:

آگ تھے ابتدائے عشق میں میر ✦ اب جو ہیں خاک، انتہا یہ ہے

مولانا کی ولادت

میانہ قد، سانولا رنگ، گٹھا ہوا تن و توش۔ کرتا پائجامہ ان کا لباس۔ سر پر دو پلی ٹوپی۔ والد کا نام میر ضمیر الدین تھا اور دادا کا اسم گرامی سید بہادر۔ مولانا کی ولادت ایک صاحب ثروت گھرانے میں ہوئی۔

زمین جائیداد اس وقت بھی بہت تھی۔سن پیدائش ۱۹۰۳ء ہے۔گاؤں کا نام بھگوتی پور ہے، جو تھانہ سنگھوارہ اور ضلع دربھنگہ میں واقع ہے۔مولانا اپنے والدین کے پانچ بیٹوں میں سب سے بڑے تھے۔

تعلیمی جفاکشی

پڑھنے کی عمر ہوئی تو ان کی بسم اللہ کرا دی گئی۔ابتدائی تعلیم گھر پر مولانا نظام الدین صاحب سے حاصل کی۔پھر موضع استھوا میں کاستھی، ہندی اور اردو کی تعلیم حاصل کی۔عربی کی تعلیم کے لیے مدرسہ امدادیہ دربھنگہ کا رخ کیا۔وہاں ناچیز کے پردادا مولانا ڈپٹی عبدالصمد بھی پڑھایا کرتے تھے، جو بانیٔ امدادیہ حضرت مولانا شاہ منور علی دربھنگویؒ کے بھتیجے تھے۔وہی ادارے کے ناظم ومتولی بھی تھے۔شمالی بہار کی انتہائی مؤثر اور صاحب نسبت شخصیت۔وہ اس خطے کے ڈپٹی کمشنر آف اسکول تھے۔مولانا انوری نے یہاں چند سال تعلیم پائی اور یہیں سے اپنے ساتھی مولانا نظام الدین ومولانا حافظ دوست محمد وغیرہ کے ساتھ دارالعلوم مئو چلے گئے۔وہاں ایک دو سال گزار کر بنارس اور سہارنپور کا سفر کیا۔دارالعلوم مئو میں ان کے خاص استاذ مولانا محمد صابر بلاقی پوریؒ تھے، جیسا کہ ان کی ڈائری سے پتہ چلتا ہے۔مولانا محمد صابر صاحب کا وطن مئو تھا۔بلاقی پورہ اسی مئو کا ایک معروف قصبہ ہے۔سالہا سال انہوں نے دارالعلوم مئو میں پڑھایا۔اخیر میں مدرسہ مظہر العلوم بنارس چلے گئے تو شاگرد رشید مولانا سید نثار انوری بھی مظہر العلوم چلے گئے:

فیض ساقی شبنم آسا، ظرف دل دریا طلب ✦ تشنۂ دائم ہوں، آتش زیر پا رکھتا ہوں میں

مدرسہ مظاہر علوم میں داخلہ

بنارس سے نکل کر سہارنپور کا رخ کیا، وہاں پہونچ کر مدرسہ مظاہر علوم میں داخلہ لیا۔اس وقت محدث جلیل مولانا خلیل احمد سہارنپوری کا خوان علم و مے خانۂ فضل وکمال تشنگان علوم وگرسنگان معارف کی آسودگی کا سامان کر رہا تھا۔موصوف ان کے دامن فیوض وبرکات سے وابستہ ہوئے اور اپنی جد وجہد کو مہمیز لگائی۔۱۳۴۰ھ میں فراغت پائی۔

دارالعلوم دیوبند اور درس گاہ انوری میں

علم کی جوع البقر نے انہیں فراغت کے بعد بھی فارغ ہونے نہیں دیا۔مظاہر علوم سے نکلے اور دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے۔یہاں کے اساتذہ ایک سے بڑھ کر ایک۔فوق کل ذی علم علیم

کے دل فریب اور شاداب مناظر پیش کرتے۔ یہاں ان کا داخلہ پھر دورۂ حدیث میں ہوا۔ آپ کے اساتذہ میں اس دور کے جید علماء ہیں، جن میں سے حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ (۱۳۵۲ھ) حضرت علامہ شبیر احمد عثمانیؒ (۱۳۶۹ھ)، مفتی عزیز الرحمن عثمانی، حضرت علامہ ابراہیم بلیاوی، حضرت مولانا سید اصغر حسین محدث دیوبندیؒ (۱۳۶۴ھ) وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ دارالعلوم میں صرف ایک سال پڑھا۔ ذی سواد اور جید الاستعداد تو تھے ہی، ان اساطین امت اور جہابذۂ دانش نے ان کے دامن اکتساب کو اور بھی مالا مال کر دیا۔ دورۂ حدیث میں ان کے حاصل کردہ نمبرات چونکا دینے والے ہیں۔ دارالعلوم کے محافظ خانے سے مجھے جو تحریر ملی ہے، اس کے مطابق دورۂ حدیث کا نتیجہ حسب ذیل ہے:

نمبر شمار	کتب امتحان	حاصل کردہ نمبرات	نمبر شمار	کتب امتحان	حاصل کردہ نمبرات
۱	بخاری شریف	۵۱	۷	شمائل ترمذی	۵۰
۲	مسلم شریف	۵۰	۸	بیضاوی شریف	۵۰
۳	ابوداؤد شریف	۵۰	۹	مؤطا امام مالک	۵۰
۴	طحاوی شریف	۵۰	۱۰	مؤطا امام محمد	۵۰
۵	نسائی شریف	۵۰	۱۱	ابن ماجہ	۴۲
۶	ترمذی شریف	۵۰			

دارالعلوم سے امتیازی نمبرات کے ساتھ فراغت

۵۵۰ میں سے ۵۴۳ نمبر۔ اسی سے سمجھا جا سکتا ہے کہ مولانا کی طالب علمی کس شان کی رہی! ان نتائج سے معلوم ہوتا ہے کہ اپنے ساتھیوں میں انہیں پہلی یا دوسری پوزیشن ملی ہوگی۔ ایسے باکمال اساتذہ سے اتنے اتنے نمبرات وصول کرنا ان کی خوب صورت طالب علمی کی واضح غمازی کرتا ہے۔

مولانا نے آن بان شان سے ۱۳۴۱ھ میں دارالعلوم سے فراغت پائی۔ رفقائے درس میں خاکسار کے دادا مولانا مفتی محمود احمد ناصری نستوی (۱۹۹۸ء) بھی شامل ہیں، جن کا ذکر جمیل پچھلی قسطوں میں گزر چکا ہے۔ مولانا مقبول احمد صدیقی (۱۹۸۰ء) مولانا مقبول خاں (۱۹۷۹ء) مولانا فصیح احمد استھانوی (۱۹۲۹ء)، مولانا عبدالرحمن ہرسنگھ پوری اور مولانا مفتی عتیق الرحمن عثمانی بھی ان کے قابل ذکر رفقا میں ہیں۔

مدرسہ مظاہر علوم سے تدریسی تعلق

مولانا کی پوری تعلیمی زندگی سعیٔ پیہم اور حصول یابیوں سے عبارت تھی۔ اس کا خوش ذائقہ ثمرہ بھی انہیں مل کر رہا۔ فراغت کے بعد فوراً ہی انہیں مظاہر علوم بلا لیا گیا اور لگاتار چھ برسوں تک اس کی خدمت کرتے رہے۔ اس دوران اہم کتابیں ان کے زیر تدریس رہیں۔ علمی جواہر فیاضی کے ساتھ لٹا رہے تھے۔ ملکی سطح پر چمکنے اور ابھرنے کے دن آ رہے تھے کہ والد صاحب کی خواہش آڑے آ گئی۔ ان کی طلب پر مظاہر سے استعفا دے دیا اور اپنے وطن چلے آئے:

تجھ سے قسمت میں مری صورتِ قفلِ ابجد ✦ تھا لکھا بات کے بنتے ہی جدا ہو جانا

مدرسہ احمدیہ مدھوبنی سے پیش کش

شمالی بہار میں ان دنوں مدرسہ احمدیہ ایک علمی مرکز کی حیثیت سے متعارف ہو چکا تھا۔ بڑے بڑے جبال علم وہاں خدمات پیش کر چکے تھے۔ قاضی مجاہد الاسلام قاسمی کے والد مولانا عبدالاحد دربھنگویؒ نے بھی کافی عرصہ وہاں پڑھایا ہے۔ یہ ادارہ ۱۹۰۵ء میں قائم ہوا۔ اس کے بانی مولوی خدا بخش مظفر پوری تھے۔ ادارے کا نام مدرسہ احمدیہ مولوی خدا بخش کے صاحب زادے احمد غفور صاحب کے نام پر ہے۔ احمد غفور صاحب بعد میں بہار اسمبلی کے وزیر بھی ہوئے۔

مدرسہ احمدیہ مدھوبنی کے اراکین کی طرف سے تقاضہ ہونے لگا۔ جب مولانا گھر تشریف لائے، تو مدرسہ احمدیہ سے ایک فرستادہ وفد آیا اور مولانا کو مدھوبنی لے گیا۔ اس طرح ۱۹۶۹ء تک مدرسہ احمدیہ مدھوبنی میں درس و تدریس کی خدمت میں مشغول رہے۔ اسی درمیان مدرسہ اسلامیہ آوا پور ڈھاکہ، چمپارن، تشریف لے گئے، وہاں صرف ایک سال رہے۔ ان کی تدریس کا سب سے طویل زمانہ مدرسہ احمدیہ میں گزرا۔ مولانا مرحوم مدرسہ بورڈ بہار کے ممبر بھی تھے۔ انہیں کی مساعی سے یہ ادارہ مدرسہ بورڈ سے ملحق ہوا۔

مولانا کا طریقۂ تدریس

عجیب اتفاق ہے کہ مولانا نے مظاہر علوم میں پڑھا بھی، پڑھایا بھی، مگر ان کا کوئی ریکارڈ مظاہر علوم کے پاس نہیں۔ مرحوم مولانا سید محمد شاہد حسنی امین عام مظاہر علوم نے ان کے حالات اختصار سے لکھے ہیں

اور مظاہر میں پڑھنے پڑھانے کی بات بھی لکھی ہے، تاہم حوالہ ان کے پاس جامعہ کے ریکارڈ سے نہیں ہے۔ میں نے مولانا سید نثار صاحب کے شاگردوں تک پہونچنے کی کوشش کی، لیکن ناکام رہا۔ مولانا شرف الدین صاحب مدرس مدرسہ احمدیہ مدھوبنی کی کوششوں سے ایک شاگرد تک رسائی حاصل کرنے میں کامیاب رہا۔ یہ مولانا محمد مصطفیٰ صاحب ہیں۔ مولانا مرحوم کے تلمیذ رشید بھی اور ان کی خدمت میں ہمہ وقت حاضر باش بھی۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت الاستاذ کی خدمت میں نے چار سال کی ہے۔ وہ علم کے سمندر تھے۔ ان کا درس اس قدر مقبول تھا کہ بہار سے باہر دوسری ریاستوں کے طلبہ بھی ان کے دامن فیض سے وابستہ ہوتے۔ پنجاب اور بنگال کے طلبہ بھی یہاں آ کر پڑھ چکے ہیں۔ اس زمانے میں مدرسہ میں کل چار اساتذہ تھے، مگر حضرت الاستاذ مرحوم ادارے کا نظم ونسق معیاری انداز میں چلاتے۔ مولانا مصطفیٰ صاحب اپنے مخدوم کے طرز تدریس پر روشنی ڈالتے ہوئے کہتے ہیں کہ ان کا طریقۂ القا بڑا ہی دل نشیں تھا۔ طلبہ سے عبارت پڑھوانے کے بعد اس کا خلاصہ کچھ اس ترتیب سے کرتے کہ طلبہ کو اسی وقت سب یاد ہو جاتا۔ مولانا کہتے ہیں کہ میں نے تعلیم پر ویسی توجہ نہیں دی، جیسی دینی چاہیے، مگر مولانا کے پڑھائے ہوئے اسباق آج بھی ازبر ہیں۔ مرحوم انوری سالہا سال شیخ الحدیث رہے۔ بخاری پڑھائی۔ ترجمۂ قرآن، ہدایہ اور دوسری کتابیں بھی ان کے درس میں رہیں۔

اساتذہ وطلبہ پر مولانا کا رعب

مولانا کی قوت حافظہ، وسعت مطالعہ اور ان کی علمی وجاہت نے انہیں رعب دار بنا دیا تھا۔ طلبہ تو طلبہ، اساتذہ بھی ان سے مرعوب رہتے۔ طلبہ کا یہ عالم کہ ان سے نگاہ بچا کر چلتے۔ ان کا کمرہ ایسی جگہ واقع تھا جسے عبور کیے بغیر گزرنا محال تھا۔ طلبہ کی وضع قطع پر سخت تنبیہ کرتے۔ محنتی طلبہ پر ان کی شفقتیں دیدنی تھیں۔

جمعیۃ علمائے ہند سے سرگرم تعلق

مولانا نے درس وتدریس کے ساتھ ملی تنظیموں سے بھی رشتہ استوار رکھا۔ جمعیۃ علمائے ہند سے ان کے تعلقات خوب رہے۔ اس کے کسی منصب پر رہے یا نہیں، کہنا مشکل ہے، تاہم اس تنظیم سے مربوط رہ کر ملت کی خوب خدمت کی۔ مظاہر علوم سہارنپور کے سابق امین عام مولانا سید محمد شاہد حسنیؒ لکھتے ہیں:

> ’’ملکی وملی معاملات میں آپ کی فکر وسوچ جمعیۃ علماء ہند اور اس کے اکابر سے ہم آہنگ تھی، چناں چہ جمعیۃ کی جانب سے منعقد ہونے والے پروگرام میں نہ صرف شرکت کرتے، بلکہ ان کو

کامیاب کرنے کے لیے عملی جدو جہد بھی کرتے رہتے تھے، چناں چہ ۲۰ ستمبر ۱۹۳۵ء مطابق ۲۱/ جمادی الثانی ۱۳۵۴ھ میں جمعیۃ علماء ہند کی تحریک پر آپ نے علاقہ مدھوبنی اور اس کے مضافات میں مسجد شہید گنج کے انہدام اور اس کے بعد پیش آنے والے واقعات پر زبردست احتجاجی جلسہ بھی کیا تھا، جیسا کہ انہیں تاریخوں کے روزنامہ الجمعیۃ دہلی سے معلوم ہوتا ہے۔'' (تحریک آزادیِ ہند اور جامعہ مظاہر علوم سہارنپور، ج ۴، ص: ۶۹)

سحبان الہند مولانا احمد سعید دہلویؒ کو دعوت

جمعیۃ علمائے ہند سے وابستگی کو اس سے بھی سمجھا جا سکتا ہے کہ علاقے میں اگر جمعیۃ کا کوئی جلسہ ہوتا تو مولانا ہی اس کے ذمے دار ہوتے اور ان کی ہی سرکردگی میں جلسے کے انتظامات ترتیب پاتے۔ ان کی ڈائری میں لکھا ہے کہ ۱۴/ مارچ ۱۹۳۷ء کو ایک اجلاس میں شرکت کے لیے مولانا احمد سعید دہلوی ناظم جمعیۃ علمائے ہند کے نام دعوتی لفافہ مع ٹکٹ جاری کیا۔ اور جب ان کی طرف سے منظوری مل گئی تو انہوں نے اسی ڈائری میں لکھا:

آج مولانا احمد سعید صاحب کی خدمت میں جوابی لفافہ روانہ کیا گیا۔ وعدۂ شرکت پر شکریہ ادا کیا گیا اور یہ لکھا گیا کہ سفر خرچ عنقریب روانہ کیا جائے گا۔ جلسہ کی تاریخ ۹۲/ ۰۳/ مارچ ۱۹۳۷ء بروز جمعرات جمعہ مقرر ہوئی۔

امارت شرعیہ بہار میں سرگرم کردار

مولانا مرحوم بہار کی مرکزی تنظیم امارت شرعیہ سے بھی دل چسپی رکھتے تھے۔ تاحیات اس ادارے کے رکن رکین رہے۔ امیر شریعت مولانا منت اللہ رحمانیؒ کے انتخاب میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور نومنتخب ممبران کی کمیٹی میں شامل ہو کر اس انتخاب کو یادگار بنایا۔ مولانا منت اللہ رحمانی صاحب سے خصوصی مراسم تھے۔

بہ حیثیت مفتی

بہت کم لوگ جانتے ہیں کہ مولانا مرحوم فتویٰ نویسی میں بھی کامل مہارت رکھتے تھے۔ یومیہ اوسطاً چار استفتا آتے اور مولانا سب کے جواب لکھتے۔ ان کے جوابات پر عوام وخواص کو بڑا اعتماد تھا۔ ان کی یہ حیثیت ضلعی عدالت کے نزدیک بھی مسلم تھی۔ میراث کے مسائل میں عدالت اسی وقت فیصلہ کرتی، جب کہ

مولانا کی تحریر سامنے ہوتی۔ جج کی جانب سے صاف ہدایت تھی کہ جائیداد سے متعلق صرف مولانا کی رائے ہی معتبر ہوگی۔

تحریکِ آزادی میں پُرجوش شرکت

مولانا المغفور میدانِ سیاست کے بھی ایک اہم شہ سوار تھے۔ ہندوستان کی تحریکِ آزادی میں بھی بھرپور حصہ لیا تھا۔ ان کی تقریریں سامعین کو تازہ ولولے اور آتش ناک حوصلے دیتی تھیں۔ ان کے انقلابی بیانات کی پورے ملک میں دھمک تھی۔ وہ تحریکِ آزادی سے کس جوش وخروش سے منسلک تھے، اس کا اندازہ لگانا ہو تو اس ترانے سے لگایئے۔ مولانا نے اپنے ڈائری میں لکھا ہے:

ہشیار ہو اے مسلم ہستی کو مٹانا ہے ✦ بیگانہ ہے دنیا میں، کوئی نہ یگانہ ہے
آزادی کا پرچم ہے یا گور میں جانا ہے ✦ تقدیر دکھا دے تو تجھ کو جو دکھانا ہے
ہاں پھر ابھی دنیا کو ایک بار ہلانا ہے ✦ بکھری ہوئی امت کو اک نقطے پہ لانا ہے
پھر سنتِ فاروقی اک بار جگانا ہے ✦ مغرب کا سرا لے کر مشرق سے ملانا ہے
اٹھ مسلم خوابیدہ! اٹھ دیکھ ہوا تڑکا ✦ او نیند کے متوالے کوسوں ابھی جانا ہے
بیداد کی دنیا میں ہم آگ لگا دیں گے ✦ کیا کفر نے سمجھا ہے، کیا ظلم نے جانا ہے
اٹھو بھی کہیں دیکھو کچھ ہوش میں آؤ تو ✦ اغیار کی طاقت کو انگلی پہ نچانا ہے
اسلام کے جاں بازو جنت کے خریدارو ✦ تلوار کے سائے میں اک کھیل کھلانا ہے
تم وہ تھے کہ خائف تھا اک روز جہاں تم سے ✦ اک وہ بھی زمانہ تھا اک یہ بھی زمانہ ہے
تیرے تو قدم پر ہے فردوس بریں قرباں ✦ تو ان سے ڈرے جن کا دوزخ میں ٹھکانہ ہے
اسلاف کی عزت سے کچھ غور تو کر مسلم ✦ کچھ اور بھی باقی ہے جو تم کو مٹانا ہے
اے غیرتِ دیرینہ امداد کا وقت آیا ✦ ہشیار ترے اوپر ہنسنے کو زمانہ ہے
تکبیر کے نعروں سے گونج اٹھا ہے یہ میداں ✦ کفار کے لشکر میں اب کود کے جانا ہے
لے دیکھ ادھر مسلم یہ موت کا رشتہ ہے ✦ بندھ جائے سو موتی ہے، رہ جائے سو دانہ ہے

آزادی کا یہی ولولہ تھا جو انہیں انقلاب آفریں نعتوں سے بھی محظوظ کرتا۔ جوش ملیح آبادی کے قلم سے ایک پرشکوہ نعت النبی منظرِ عام پر آئی تھی۔ یہ کلام مولانا کو اتنا پسند آیا کہ اپنی ڈائری میں قلم بند کیا۔ اسے پڑھیے اور سر دھنیے:

اے کہ ترے جلال سے ہل گئی بزم کافری ✦ رعشۂ خوف بن گیا رقص بتان آزری
چھین لیں تو نے مجلس شرک وخودی سے رونقیں ✦ ڈال دی تو نے پیکر لات وہبل میں تھرتھری
تیرے قدم پہ جبہ سا روم وعجم کی نخوتیں ✦ تیرے حضور سجدہ ریز چین وعرب کی خودسری
تیرے کرم نے ڈال دی طرح خلوص و بندگی ✦ تیرے غضب نے بند کی رسم و رہ ستمگری
تیرے سخن سے دب گئے لاف وگزاف کفر کے ✦ تیرے نفس سے بجھ گئی آتش سحر سامری
تیری پیمبری کی یہ سب سے بڑی دلیل ہے ✦ بخشا گدائے راہ کو تو نے شکوہ قیصری
بھٹکے ہوؤں پہ کی نظر رشک خضر بنا دیا ✦ سلجھا ہوا تھا کس قدر تیرا دماغ رہبری
تجھ پر نثار جان و دل مڑ کر ذرا یہ دیکھ لے ✦ دیکھ رہی ہے کس طرح ہم کو نگاہ کافری
آج ہوائے دہر سے ان کے سروں پہ خاک ہے ✦ رکھی تھی جس کے فرق پر تو نے کلاہ سروری
تیرے فقیر اور دیں کوچۂ کفر میں صدا ✦ تیرے غلام اور کریں اہل جفا کی چاکری
دونوں جہاں کے بادشاہ خاک بصر میں آج ہے ✦ گرد تھا جن کے روبرو دبدبۂ سکندری
جتنی بلندیاں تھی سب ہم سے فلک نے چھین لی ✦ اب نہ وہ تیغ غزنوی، اب نہ وہ تاج اکبری

کانگریس سے اٹوٹ مراسم

مولانا کا سیاسی تعلق کانگریس سے تھا۔ مقامی لیڈران سے ہی نہیں، اعلیٰ کمان سے بھی خوب مراسم رہے۔حتی کہ اندرا گاندھی سے بھی۔ وہ اس پارٹی کے بہت کام آئے۔ ان کی سیاسی تقریریں اس بلا کی ہوتیں کہ حالات کا رخ موڑ دیتیں۔ کانگریس لیڈر ہری ناتھ مشرا ان کا زبردست معتقد تھا۔ دوسرے سیاسی رہ نما بھی ان کو ہاتھوں ہاتھ لیا کرتے اور خوب عزت واحترام کرتے تھے۔ مولانا ان ہی لیڈران کے ساتھ سیاست میں سرگرم رہے۔ ہری ناتھ مشرا بہار میں کانگریس کے نمایاں رکن۔ دو مرتبہ پارلیمنٹ کے ممبر بھی بنے۔ صوبائی سطح پر وزیر صحت بھی رہے۔ مولانا پر اس درجہ فدا کہ ہر الیکشن کے وقت انہیں لازماً لے جاتے۔ مولانا کی آتش فشاں تقریر زمین وآسمان بدل کر رکھ دیتی۔ نامساعد فضا کو اس کے حق میں موافق بنا کر چھوڑتی۔ دوسرے سیاسی لیڈران بھی ان سے اپنے حلقے میں بیانات کرواتے اور بعد میں اپنی کامرانی کے پھریرے لہراتے۔

وزیر صحت ہری ناتھ مشرا عیادت کے لیے ہسپتال میں

شوگر اور بلڈ پریشر نے جب پہلی بار ستایا تو علاج کے لئے ڈی ایم سی ایچ ہسپتال دربھنگہ میں داخل ہوئے۔ اس زمانے میں بہار کی وزارتِ صحت ہری ناتھ مشرا کے ہاتھ میں تھی۔ وزیر موصوف ہسپتال کے جائزے کے لیے دربھنگہ گئے۔ جائزے کے دوران جنرل وارڈ میں پہونچے اور مولانا کو دیکھا تو چونک پڑے اور کہنے لگے کہ آپ نے مجھے کیوں نہیں بتایا؟ پھر سپر وائزر ڈاکٹروں کو بلا کر ناقص انتظامات پر انہیں ڈانٹ پلائی۔ پھر آناً فاناً ان کے لیے خصوصی وارڈ میں نظم کیا گیا، جس میں مولانا کے سوا اور کوئی بھی نہیں تھا۔ پھر دن بھر اپنے لاؤلشکر کے ساتھ ان کی خبر خیریت لیتے رہے۔ ان سے کہا کہ کھانا بھی آپ کے لیے ہسپتال سے ہی ہوگا۔ مولانا نے کہا کہ ہسپتال کی روزی پر غریبوں کا حق ہے، مجھے معذور رکھیں۔ میرا علاج بہتر طریقے پر ہوجائے یہی کافی ہے۔ وزیر موصوف بہت متاثر ہوئے۔

مولانا کی عالمانہ خطابت

مولانا مرحوم سیاسی تقریروں میں تو منجھ ہی گئے تھے۔ دینی و اصلاحی بیانات بھی بڑے پر اثر اور انقلابی ہوتے۔ ان کی خوش بیانی اور سحر اللسانی کے بڑے چرچے تھے۔ جہاں جاتے ایک دبستاں کھل جاتا۔ جس اجتماع میں ہوتے ایک ہجوم امڈ پڑتا۔ سامعین لب تشنۂ تقریر:

غنچہ پھر لگا کھلنے آج ہم نے اپنا دل ✦ خوں کیا ہوا دیکھا، گم کیا ہوا پایا

یا پھر جوش ملیح آبادی کی زبان میں:

ندی کا موڑ، چشمۂ شیریں کا زیر و بم ✦ چادر شب نجوم کی، شبنم کا رخت نم
موتی کی آب، گل کی مہک، ماہ نو کا خم ✦ ان سب کے امتزاج سے پیدا ہوئی ہے تو
کتنے حسیں افق سے ہویدا ہوئی ہے تو

خطبات بڑے عمدہ، پرمغز اور علمی ہوتے۔ عوام و خواص میں بے حد مقبول اور ہر دل عزیز۔ شمالی بہار کا کوئی بھی جلسہ ان کی صدارت کے بغیر نہیں ہوتا تھا۔ قلعہ گھاٹ دربھنگہ میں تو بارہا صدارت کی۔ ان کے خطبات دراز نفس اور علمی نکات پر مبنی ہوتے۔ دو دو تین تین گھنٹے وعظ و ارشاد تو ان کا معمول بن چکا تھا۔ آغاز سبک خرام ہوتا اور پھر دم زدن میں ہی یہ جوئے آب تیز و تند دریا کی صورت اختیار کر جاتی۔ اخیر میں بلڈ پریشر اور شوگر کے مریض ہوگئے تو بھی ان کے مواعظ حسب سابق رہتے۔ ڈاکٹر کی جانب سے کم بولنے

کی سخت ہدایت تھی، مگران کا سیل رواں تھمنے کا نام نہیں لیتا۔ مولانا مصطفیٰ صاحب کہتے ہیں کہ ڈاکٹر نے مجھ سے کہہ رکھا تھا کہ جب مولانا کا بیان ہو، دوا اور پانی لے کر پاس ہی بیٹھے رہنا اور ہر آدھے گھنٹے پر دوا کھلا دینا۔ مولانا کی خوش نوا خطابت کی وجہ سے انہیں طوطئ بہار بھی کہا جاتا تھا۔

کوئی مقدمہ عدالت میں نہیں گیا

محبوبیت کا یہ عالم کہ دوسرے مکتب فکر سے تعلق رکھنے والے لوگ بھی مولانا پر فدا تھے۔ ان کے گاؤں میں کوئی تقریب ہوتی تو مولانا کے بغیر اس کا تصور ممکن نہیں تھا۔ انہیں کی صدارت ہوتی اور ان کا ہی بیان بیت الغزل کی حیثیت رکھتا۔ مولانا محمد مصطفیٰ صاحب کہتے ہیں کہ جب تک مولانا حیات رہے، علاقے کا کوئی بھی معاملہ عدالت میں نہیں گیا۔ وہی فیصل ہوتے۔ کوئی ناخوشگوار واقعہ پیش آتا اور افہام و تفہیم سے بات نہ بنتی تو مولانا کو بلایا جاتا اور وہ اس طرح تقریر کرتے کہ فریقین صلح ومصالحت پر آمادہ ہو جاتے۔ اختلاف فکرونظر کے باوجود مولانا پر ان کا یہ اعتماد تلمیذ کشمیری کی دوررسی، خدابینی اور فہم وفراست کو اجاگر کرتا ہے۔

ڈائری لکھنے کا شوق

مولانا کی ایک ڈائری میرے سامنے ہے۔ اس میں انہوں نے چھوٹی سے چھوٹی اور بڑی سے بڑی چیزیں لکھ رکھی ہیں۔ کون سا سامان کب آیا؟ کتنے کا آیا؟ مدرسے کے لیے تعاون کس نے دیا؟ کتنی رقم پیش کی؟ جلسے کا اشتہار کب چھپا؟ کتنی تعداد میں چھپا؟ سب اس میں موجود ہیں۔ ادارے کے ساتھ گھریلو یادداشتیں بھی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مولانا مرحوم امانت ودیانت کے باب میں بھی کس قدر چوکس تھے۔

مولانا کی علمی یادگار مدرسہ فلاح المسلمین مدھوبنی

بات مولانا کے کارناموں کی ہو تو مدرسہ فلاح المسلمین بھوارہ مدھوبنی نظرانداز نہیں ہوسکتا۔ یہ ادارہ مولانا مرحوم کے ہی زرخیز ذہن کا جیتا جاگتا اختراع ہے۔ ایک زمانے تک یہ علاقہ کفر والحاد اور بے دینی میں گھرا ہوا تھا۔ مولانا کو خیال آیا کہ کیوں نہ یہاں ایک مدرسہ قائم کیا جائے۔ معتبر لوگوں کے سامنے یہ تجویز رکھی تو سب نے تائید کی۔ پھر انہیں کی کوششوں سے ایک بڑا اجلسہ منعقد کیا گیا، جس میں مولانا حسین احمد مدنیؒ، حکیم الاسلام قاری محمد طیبؒ، مفتی عتیق الرحمن عثمانیؒ، مولانا منت اللہ رحمانیؒ، مولانا حفظ الرحمن

سیوہارویؒ اور دوسرے ممتاز علما تشریف لائے۔ ملک کے مؤقر علما و مشائخ کی موجودگی میں اس مدرسے کی داغ بیل ڈالی گئی۔ اس کے دو مقاصد تھے۔ ایک تو یہ کہ علاقے سے مسموم اثرات کا قلع قمع کیا جائے اور دوسرے یہ کہ اہل علاقہ کی جہالت دور کر کے انہیں دینی تعلیم دی جائے۔ مولانا انوری جب تک حیات رہے اس کی سرپرستی فرماتے رہے۔ اس کی نمایاں برکت ہے کہ بحمد اللہ یہ ادارہ اپنے مقاصد میں کامیاب رہا۔ یہ دینی درس گاہ اس وقت بہار کے نامور اداروں میں سے ہے اور اس کی خدمات کا دائرہ شرق و غرب میں پھیلا ہوا۔

حاصل مطالعہ لکھنے کا شوق

اپنی تمام تر سرگرمیوں اور تدریسی مصروفیات کے باوجود مولانا کو مطالعے کا بڑا شوق تھا۔ ورق گردانی کو اپنے لیے لازمہ سمجھتے۔ دوران مطالعہ کوئی بات دل کو چھو جاتی تو یادداشت بھی قلم بند کرتے۔ ان کی ڈائری میں یہ عبارت بھی لکھی ہوئی ملی: قال عبدالمطلب آخذا برداء الكعبة:

يارب لا أرجوا لهم سواكا ✦ يا رب فامنع منهمو حماكا
إن عدو البيت من عاداك ✦ إمنعهمو أن يخربوا فناكا

(از: خلاصۃ التفاسیر)

علامہ کشمیریؒ سے والہانہ عقیدت

مولانا کی خاص بات علامہ کشمیریؒ سے ان کی بے پناہ عقیدت و محبت بھی تھی۔ کشمیری الامام سے انہوں نے بخاری اور ترمذی پڑھی۔ پڑھانے کو تو سبھی پڑھاتے اور علم کے گوہر لٹاتے ہیں۔ امام کشمیری اپنے علم اور اپنی تدریس کی وجہ سے طلبہ کے لیے باعث کشش تو تھے ہی، اللہ سے حقیقی تعلق اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے گہرے لگاؤ کی وجہ سے ان کی مقبولیت سہ آتشہ ہو گئی تھی۔ علامہ کی انہیں خصوصیات نے مولانا انوری صاحب کو بھی متاثر کیا۔ وہ ان پر ایسے فدا ہوئے کہ ان کی نسبت کو اپنے نام کا اہم جز ہی بنا لیا۔ اتنا ہی نہیں، وہ اپنے استاذ کی محبت کے اظہار کے لیے ان کے نام سے قربانی بھی کیا کرتے۔ ایک شاگرد کی استاد سے ایسی محبت بھی مشکل ہی سے ملے گی۔ مفتی ظفیر الدین مفتاحی مرتب فتاویٰ دار العلوم لکھتے ہیں:

''مولانا نثار احمد انوری بھی محدث کشمیری کے مایۂ ناز شاگردوں میں سے تھے۔ علم و ادب سے گہرا لگاؤ تھا اور علم و فن میں مہارت رکھتے تھے۔ آپ میں بڑھنے اور ابھرنے کی بڑی صلاحیت

تھی، مگر آپ نے مدرسہ احمدیہ مدھوبنی سے اپنے کو اس طرح وابستہ کرلیا تھا کہ پھر کسی طرف نظر اٹھا کر نہیں دیکھا۔ اپنے استادِ محترم کے عاشق تھے۔ انوری کو اپنے نام کا جز بنا رکھا تھا اور اس پر آپ کو بڑا فخر تھا۔'' (مشاہیر اکابر و معاصرین، ص: ۳۷۴)

میرا علمی ذوق دفنا دیا گیا

بہار کی سرزمین علم و ادب کے حوالے سے زرخیزی کے لیے مشہور رہی ہے، مگر یہ بھی ایک تلخ حقیقت ہے کہ یہاں شخصیات کو وہ عروج حاصل نہیں ہوا جو دوسرے علمی صوبوں کے معاصر ہم چشموں کے حصے میں آیا۔ عرض کیا جا چکا ہے کہ مولانا مرحوم مظاہر علوم سہارنپور میں چھ سال مدرسی کر چکے تھے۔ یہاں رہتے ہوئے ان کا علم کتنا نکھرتا اور ان کے فیوض و برکات سے کتنے ماہرینِ علوم تیار ہوتے اندازہ کرنا قطعاً ممکن نہیں۔ مولانا کو خود بھی اس کا احساس تھا۔ اخیر عمر میں فرماتے کہ مدرسہ احمدیہ نے بلا کر میرے علمی ذوق کو دفن کر دیا۔ ان کے اس جملے سے ان کا درد و سوز بہ خوبی محسوس کیا جا سکتا ہے۔

اولاد و احفاد

مولانا کی شادی موہن پور ضلع دربھنگہ میں محترمہ فاطمہ سے ہوئی۔ ان سے کل تین لڑکے اور ایک لڑکی ہوئی: انوار احمد، مختار احمد، نیاز احمد اور ایک صاحب زادی، جس کا نام قیصر تھا۔ بیٹوں اور بیٹی میں سے اب کوئی بھی حیات نہیں۔ ہاں پوتے پوتیاں موجود ہیں اور بھرا پرا خاندان ملک کے مختلف علاقوں میں خوش گوار زندگی بسر کر رہا ہے۔ افسوس کہ ان کی لائن عالمانہ نہیں رہی، اس لیے انہیں اپنے جلیل القدر دادا کا کوئی اتہ پتہ نہیں۔ اس المیے پر بس اتنا ہی کہا جا سکتا ہے:

مری نماز جنازہ پڑھی سبھوں نے مگر ✦ مرے تھے جس کے لیے رہ گئے وضو کرتے

وفات کا روح فرسا سانحہ

غرض مولانا کی شمع زندگی ہر رنگ میں جلتی رہی۔ عمر ۶۶ ربرس کی ہو چلی تھی۔ شجر زندگی کے اوراق زرد ہو چکے تھے۔ تاب و تواں بھی ماضی کے دھندلکوں میں کھو چکا تھا۔ شوگر اور بلڈ پریشر کے برسوں پرانے مریض تھے۔ اپنی گرتی ہوئی طبیعت کے پیش نظر وصیت نامہ بھی لکھ لیا تھا، جس کا تعلق بیشتر شادی بیاہ سے تھا۔ گویا اپنے وارثوں کو واضح اشارہ:

تو جلدی سے آ، ورنہ میرے مسیحا ✦ کوئی دم کو راہ عدم دیکھتے ہیں

مدرسے کی چھٹی ہوئی تو اپنے گھر تشریف لے گئے۔ گرمی کا زمانہ تھا۔ سورج انگارے برسا رہا تھا۔ اس کی شعاعیں شعلہ بہ پیراہن تھیں۔ انہیں دنوں عناصر کا توازن بگڑا اور بگڑتا ہی چلا گیا۔ فوراً دربھنگہ میڈیکل کالج ہسپتال (dmch) لے جایا گیا۔ ہر ممکن تدبیر کی گئی۔ وقت موعود آ چکا تھا۔ مستشفی میں ہی ان کا وصال ہو گیا:

جاتا ہوں داغ حسرت ہستی لیے ہوئے ✦ ہوں شمعِ کشتہ درخورِ محفل نہیں رہا

انتقال کی خبر کا عام ہونا تھا کہ جاننے والوں میں غم کی لہر دوڑ گئی۔ ہم مسلک و ہم مشرب ہی کیا، بیگانے بھی رو دیئے۔ مدھوبنی کے غیر مقلدین بھی کہتے رہے کہ ہم نے ایک گوہرِ نایاب کھو دیا۔ قرب و جوار اور دور دراز سے ایک بھیڑ ان کے دولت کدے پر امڈ پڑی۔

ستمبر کی ساتویں تاریخ تھی اور موسم انتہائی سخت۔ جنازہ دروازے سے قبرستان کی طرف لے جایا جانے لگا تو دیکھتے کیا ہیں کہ ابر کا ایک ٹکڑا ہجوم کے سر پر منڈلانے لگا اور ہجوم کے ساتھ گرم سیر۔ تدفین کے وقت تک یہی سماں اور یہی فضا۔ لوگ قبرستان سے آئے تو وہی لو کے تھپیڑے، وہی شعلہ آسا دھوپ، وہی تمازت اور وہی کشادہ آسمان۔ بادل کا کوئی نام و نشان نہ تھا۔

انتقال ۷ ر ستمبر ۱۹۶۹ء کو اپنے آبائی وطن بھگوتی پور میں ہوا، اور وہیں کے قبرستان میں مدفون ہوئے۔ نماز جنازہ مدرسہ احمدیہ کے استاذ مولانا ظہور احمد صاحب گڑھیا فاضل دیوبند نے پڑھائی۔ وفات کے بعد کئی مہینوں تک کہنے والے کہتے رہے:

ہے عشق گریزاں کی طرح دل میں تری یاد ✦ شعلہ پہ یہ سیماب ٹھہرتا بھی نہیں ہے

اور اب تازہ صورت حال پر مرحوم گویا کہہ رہے ہوں:

موسم کے بدلتے ہی بدل جاتی ہیں آنکھیں ✦ یاران چمن بھول گئے نام ہمارا

……✦……

ایران پر امریکی حملہ، اصل ہدف کیا ہے؟

ہارون رشید

امریکی اور اسرائیلی کی ایران پر حملے کی بے صبری سنیچر کو اچانک حملوں سے واضح ہو چکی ہے۔ دراصل تمام تر دباؤ اور جنگی حالات پیدا کرنے کا بڑا مقصد جوہری ہتھیار نہیں بلکہ 'رجیم چینج' ہے۔

اسرائیل کے حملے سے چند گھنٹے قبل امریکہ اور ایران کے درمیان ثالثی میں مصروف ملک عمان کے اعلی سفارت کار اور وزیر خارجہ بدر بن حمد البسیدی نے اعلان کیا کہ ایران اس بات پر آمادہ ہو گیا ہے کہ وہ افزودہ یورینیم کبھی نہیں رکھے گا۔ انہیں یقین تھا کہ ایران اور امریکہ کے درمیان معاہدے کے تمام مسائل چند مہینوں میں خوش اسلوبی اور جامع طریقے سے حل ہو سکتے ہیں۔

یہ بعض ماہرین کے مطابق ایک بڑی اور غیر معمولی پیش رفت تھی۔ لیکن امریکہ اور اسرائیل بظاہر اپنا ذہن حملے کے لیے بنا چکے تھے۔ امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ نے اعلان جنگ کے ویڈیو میں بھی حملے کی دو بڑی وجوہات بیان کیں۔ ایک ۴۷ سال سے ایران کا 'مرگ بہ امریکہ' نعرہ اور دوسرا بظاہر 'ایرانی عوام' کی جانب سے امریکہ کو مداخلت اور مدد کی اپیل۔

اس خطے میں نئی جنگ سے تین آپس میں جڑے مسلمان ممالک بدقسمتی میں جنگی حالت میں پھنس گئے ہیں۔ پاکستان اور افغانستان پہلے ہی کئی دن بلکہ ماہ سے آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر ایک دوسرے کو دیکھ اور للکار رہے ہیں۔ اب ایران بھی ایک ایسی جنگ میں الجھ گیا جس کا دورانیہ اسرائیلی حکومت کے مطابق تو چار روز ہو سکتا ہے لیکن ایران کی حکومت اور عوام کے لیے یہ ایک طویل مدتی عدم استحکام کا آغاز ثابت ہو سکتا ہے۔

دفاعی ماہرین کے مطابق ایران کے خلاف حملہ امریکی فوج کے لیے ایک مشکل اور پیچیدہ آپریشن ہو گا۔ صرف اس لیے ایران کو تر نوالہ سمجھنا کہ اس کی حکومت سیاسی طور پر اندرونی دباؤ میں ہے، اس کا ہرگز مطلب یہ نہیں کہ وہ فوجی طور پر بھی کمزور ہے۔

امریکی صدر نے اپنے ویڈیو پیغام میں پاسداران انقلاب کو نہ صرف ہتھیار ڈالنے کا مشورہ دیا

بلکہ عوام سے کہا کہ وہ بعد میں خود ملک کا انتظام سنبھالنے کے لیے تیار ہو جائیں۔ کسی مقبول متبادل ایرانی قیادت کی غیر موجودگی میں یہ کیسے ممکن ہوگا کچھ واضح نہیں۔ امریکہ اور اسرائیل موجودہ ایران قیادت سے بس جان چھڑانا چاہتے ہیں باقی شام کی طرح بے شک داعش یا القاعدہ کا کوئی رہنما ہی سامنے آئے ان کی بلا سے۔

رجیم چینج کا ایک اور تجربہ امریکہ نے عراق میں بھی کیا تھا، لیکن فرق یہ ہے کہ وہاں صدام حسین جیسے ڈکٹیٹر کی حکومت تھی جس کی جڑیں عوام میں نہیں تھیں، ایران کا معاملہ بظاہر اس سے مختلف ہے۔ حالیہ ہفتوں میں حکومت کی حمایت میں بھی بہت سے لوگ سڑکوں پر نکلے ہیں، اس لیے وہاں کی رجیم چینج اتنی آسانی سے نہیں ہو سکے گی۔

ایران نے ایک روز قبل ہی پاکستان اور افغانستان کے درمیان کشیدگی کے خاتمے کے لیے ثالثی کی پیشکش کی تھی۔ کابل میں ایران کے سفارت خانے نے اعلان کیا کہ ایران افغانستان کی عبوری حکومت اور پاکستان کے درمیان ثالثی کے لیے تیار ہے۔ سفارت خانے نے ایک بیان میں کہا کہ ایران کی وزارت خارجہ میں جنوبی ایشیا کے امور کے ڈائریکٹر جنرل علی رضا بہرامی نے طالبان حکام اور پاکستان کے درمیان مکالمے کو آسان بنانے کے لیے تہران کی آمادگی کا اعلان کیا ہے۔

اس سے قبل، ایران کی وزارت خارجہ نے افغانستان اور پاکستان کے درمیان جھڑپوں پر گہری تشویش اور افسوس کا اظہار کیا تھا۔ وزارت نے فوری طور پر مذاکرات کے آغاز پر زور دیا تاکہ کشیدگی کم کی جا سکے۔ لیکن شاید پاکستان اور افغانستان کے درمیان جنگ بندی کی کوشش بھی امریکہ کو پسند نہیں آئی۔ اس کے برعکس صدر ٹرمپ نے دونوں ہمسایہ مملک کے درمیان حالیہ جھڑپوں کے حوالے سے اپنے ردعمل میں کہا ہے کہ اسلام آباد 'بہت شاندار کام' کر رہا ہے۔ یعنی پاکستان کی حکمت عملی کو امریکہ کی حمایت بظاہر حاصل ہے۔

ایران نے جس طرح سے حملے کے ردعمل کی دھمکی میں کہا تھا کہ پھر یہ امریکہ، اسرائیل اور ایران تک محدود نہیں رہے گی بلکہ خلیج کے ممالک بھی اس کی لپیٹ میں آ سکتے ہیں۔

اس امریکی حکمت عملی سے واضح ہے کہ امریکہ اس خطے میں امن یا پائیدار استحکام کا فی الحال متمنی نہیں ہے۔ کچھ آپس میں لڑا کر اور کچھ سے خود لڑ کر انہیں ترقی اور استحکام سے دور ہی رکھنا اس کی سوچ کا حصہ دکھائی دیتا ہے۔ ماضی کے استعماری نظام کی شاید یہ نئی شکل وصورت ہے؟

جامعہ کی سرگرمیاں

ادارہ

جامعہ امام محمد انور شاہ دیوبند میں تکمیل بخاری کی باوقار تقریب

شب برات میں حسب سابق دیوبند کی عظیم درس گاہ جامعہ امام محمد انور شاہ میں تکمیل بخاری شریف کی باوقار تقریب کا انعقاد ہوا، جس میں ہزاروں فرزندان اسلام نے شرکت کی۔ اس موقع پر عالم اسلام اور ملک کی امن وسلامتی کے لیے خصوصی دعائیں کی گئیں۔ پندرہ سے زیادہ جوڑوں کا نکاح بھی ہوا۔ اجلاس کی نظامت جامعہ کے استاذ حدیث مولانا سید فضیل احمد ناصری نے کی۔

جامعہ کے شیخ الحدیث و مہتمم حضرت مولانا سید احمد خضر شاہ مسعودی کشمیری دامت برکاتہم نے بخاری شریف کی آخری حدیث کا درس دیتے ہوئے فرمایا کہ مسند الہند شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا خاندان ایں خانہ ہمہ آفتاب ست کا مصداق ہے۔ اس عظیم خانوادے کے افراد نے علوم اسلامیہ کی جس شان سے خدمت کی اس پر دنیائے فضل وکمال کو ہمیشہ ناز رہے گا۔ امام العصر علامہ محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ اس خانوادے کی بڑی پذیرائی فرماتے۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور زمانہ تالیف ''تفسیر عزیزی'' کا وقیع الفاظ میں تذکرہ کرتے۔ فرماتے کہ قرآن کی تفسیر کا حق اب تک ادا نہیں ہوسکا، اگر شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ کی ''تفسیر عزیزی'' مکمل ہوجاتی تو امت کو قران کی تفسیر کا اصلی ذائقہ مل جاتا۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے چھوٹے بھائی شاہ عبدالقادر دہلوی اس قدر صاحب ورع وتقوی تھے اور قرآن مجید سے اس درجہ اشتغال کہ جب انہوں نے قرآن پاک کا بہ زبان اردو ترجمہ کیا تو کہنے والے نے کہا کہ اگر قرآن اردو میں نازل ہوتا تو اس طرح ہوتا۔

شاہ عبدالعزیز دہلوی ۲۹/شعبان کو جائزہ لیتے کہ شاہ عبدالقادر آج کا مشغولی میں ہیں؟ اگر قرآن کریم کی تلاوت میں مصروف پاتے تو سمجھ جاتے کہ آج رمضان کا چاند نکل آئے گا۔ جب ان کا انتقال ہوا

اور ولی اللہی قبرستان میں ان کی تدفین عمل میں آئی تو شاہ عبدالعزیز نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے ان کے طفیل میں اس گورستان کے تمام مردوں کی مغفرت فرمادی۔ قرآن باری تعالیٰ کا کلام ہے، اس لیے اس کی شان شان باری کے مطابق ہے۔ قرآن کے بعد اگر کوئی کلام بابرکت اور باوزن ہے تو وہ حدیث ہے۔ احادیث رسول کی شان یہ ہے کہ اس میں اشتغال عالم دین میں صحابیت کی شان پیدا کردیتا ہے۔ یہی وہ اشتغال حدیث تھا کہ امام الکشمیری کی وفات پر امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے کہا تھا کہ صحابہ کا قافلہ جارہا تھا اور علامہ ایک صحابی تھے جو پیچھے رہ گئے تھے۔ یہ کتاب صحیح بخاری شریف جو امیر المومنین فی الحدیث امام محمد ابن اسماعیل بخاری کی تالیف ہے، پیغمبر صادق والمصدوق علیہ التحیۃ والتسلیم کے ارشادات وملفوظات کا مجموعہ ہے۔ امام بخاری کا اخلاص اور ان کے دل کا نور ہے کہ انہوں نے ایسی کتاب ترتیب دی جس سے دنیا کا کوئی بھی عالم مستغنی نہیں ہوسکتا اور اسے پڑھے بغیر کسی کو محدث کہا ہی نہیں جاسکتا۔ حضرت رئیس الجامعہ دامت برکاتہم نے حدیث پر کلام کرتے ہوئے فرمایا کہ قیامت کے دن ہر انسان کے اعمال کا وزن ہوگا۔ مشہور اعتراض چلا آرہا ہے کہ اعمال تو جسم وجثہ سے پاک ہیں پھر ان کا وزن کیوں کر ہوگا؟ لیکن سائنس نے ان اعتراضات کی ہوا نکال دی۔ سائنس نے بتادیا کہ وزن کے لیے جسم کثیف کا ہونا ضروری نہیں ہے، بلکہ جسم لطیف بھی وزن کیا جاسکتا ہے، چنانچہ آج بخار کی پیمائش کرلی جاتی ہے۔ سردی اور گرمی کو ناپ لیا جاتا ہے۔ پھر اعمال کا وزن کیوں کر ممکن نہیں!! وہ تو قادر مطلق اور سلطان العالمین احکم الحاکمین ہے۔

شاہ صاحب مدظلہ نے مزید فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی شان کبریائی کے جلوے ہم ہر روز دیکھتے ہیں۔ معمولی چیز کے بڑے نتائج دکھانا اللہ تعالیٰ کا ایک ادنی سا کرشمہ ہے۔ پانی کا ایک قطرۂ ناپاک، کون کہہ سکتا تھا کہ اسی سے رستم اور سہراب بھی پیدا کرے گا، اسی سے رازی وغزالی بھی پیدا کرتا ہے، اسی سے محدثین اور فقہاء پیدا ہوئے۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ شاہ صاحب نے مزید فرمایا کہ امام بخاری نے اخیر میں یہ حدیث کلمتان حبیبتان لاکر معتزلہ اور گمراہ فرقوں کا پرزور رد کیا اور رہتی دنیا تک کے لیے اہل علم کو تلقین کی کہ فتنے ہر زمانے میں آئیں گے۔ کبھی پرانے لباس میں اور کبھی نئے روپ میں۔ ان کا تعاقب کبھی بند نہ کیا جائے اور ان سے صرف نظر نہ کیا جائے۔

شیخ الحدیث شاہ صاحب نے عالمی سیاست پر بھی روشنی ڈالی اور فرمایا کہ اس وقت دنیا تیسری جنگ عظیم کے خطرات سے دوچار ہے۔ امریکہ کا صدر ڈونالڈ ٹرمپ جس طرح کی زبان استعمال کررہے ہیں وہ

بلاشبہ غیر آئینی، غیر جمہوری اور غیر اخلاقی ہے۔ دوسرے ملکوں کے معاملات میں مداخلت ان کا طرۂ امتیاز بن چکی۔ کسی کو دھمکا دیا، کسی کے وسائل پر قبضہ کرلیا، کسی کو صدارتی محل سے اٹھا لیا، کسی کی اینٹ سے اینٹ بجادی۔ یہ صورت حال عالم انسانیت کے لیے بڑی دردناک ہے۔ ادھر اپنے وطن ہندوستان کے حالات دن بدن افسوسناک رخ پر ہیں۔ بہتری کے آثار نظر نہیں آتے۔ ارباب اقتدار کو نوشتۂ دیوار پڑھ لینے کی ضرورت ہے۔ شاہ صاحب مدظلہ نے پولیس انتظامیہ کا بھی بے انتہا شکریہ ادا کیا، جنہوں نے اپنے بہترین نظم وضبط سے پروگرام کو کنٹرول کیا اور یہ باوقار تقریب خوش اسلوبی کے ساتھ انجام پذیر ہوئی۔

تقریب کا آغاز عزیزم محمد ارشاد کشمیری کی تلاوت قرآن پاک سے ہوا اور علامہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کا لکھا ہوا نعتیہ قصیدہ عزیزم رئیس احمد کشمیری نے خوب صورت انداز میں پیش کیا۔ جامعہ کے استاذِ حدیث مفتی نثار خالد قاسمی دیناج پوری زید مجدہم نے شب برات کی اہمیت اور اس رات میں شریعت کی تعلیمات پر پرمغز تقریر کی۔ انہوں نے کہا کہ یہ رات بہت ہی بابرکت اور عظیم رات ہے۔ حضور علیہ السلام نے رمضان کے علاوہ کسی مہینے میں اگر روزے کا بہت زیادہ اہتمام فرمایا ہے تو یہی ماہ شعبان ہے اور شب برات میں آپ کی عبادت اور بھی بڑھ جاتی تھی۔ مولانا نے سامعین کو تلقین کی کہ اس رات کو عبادت کر کے خوشگوار بنایا جائے اور رسومات وخرافات سے اس کو پاک کریں۔

جامعہ کے صدر المدرسین مفتی وصی احمد قاسمی زید مجدہم نے ملک کے سیاسی منظرنامے پر تفصیل سے روشنی ڈالی اور کہا کہ وطن کی سالمیت اور اس کا استحکام جمہوری اقدار کے تحفظ میں ہے۔ اجلاس میں متعدد صوبوں کے نامور علماء نے بھی شرکت کی۔

مسجد انور شاہ میں خانقاہی امور

جامعہ کی مسجد انور شاہ میں ہر سال کی طرح اس رمضان میں بھی خانقاہی سرگرمیاں انجام دی گئیں، جن کی قیادت مولانا صغیر احمد پرتاپ گڑھی زید مجدہم استاذ حدیث جامعہ نے کی۔ انہوں نے حاضرین و ذاکرین کی اصلاح وتربیت کا کام کیا۔ تراویح کے بعد بیانات اور مواعظ کا سلسلہ بھی جاری رکھا۔ موصوف کو حضرت مولانا قمر الزماں الہ آبادی دام ظلہ سے اجازت وخلافت بھی حاصل ہے۔ مسجد انور شاہ میں خانقاہی سلسلہ جانشین امام العصر فخر المحدثین حضرت مولانا سید محمد انظر شاہ کشمیری قدس سرہ نے جاری فرمایا تھا۔

مسجد میں اعتکاف کرنے والوں کی بھی معتد بہ تعداد رہی، جن کے افطار وسحر کا نظم رئیس الجامعہ حضرت مولانا سید احمد خضر شاہ مسعودی کشمیری مدظلہ کی طرف سے کیا گیا۔

تعطیل کے بعد جامعہ میں داخلے کی کارروائیاں

عید الفطر کی دوسری تاریخ سے ہی داخلے کی کارروائیاں شروع کر دی گئیں۔ داخلے کے فارم تقسیم کیے جاتے رہے۔ ۶ رشوال المکرم کو اساتذۂ کرام بھی حاضر ہو گئے۔ امتحان داخلہ تقریری وتحریری ہر دو طرح ہوا۔ عربی سوم تک کے لیے تقریری امتحانات ہوئے۔ اوپر کی بقیہ جماعتوں کے طلبہ نے تحریری امتحانات دیے۔ مستحق طلبہ کو ان کے مطلوبہ درجوں میں داخلے دیے گئے۔ اور اس طرح داخلے کی کارروائیاں بہ حسن و خوبی انجام کو پہونچ گئیں۔

تعلیم کا آغاز کر دیا گیا

داخلے کی کارروائیاں تکمیل پذیر ہوتے ہی تعلیم کا آغاز کر دیا گیا۔ نقشۂ اسباق پہلے ہی مرتب کر لیا گیا تھا۔ ۲۴ رشوال المکرم ۱۴۴۷ھ مطابق ۱۳ راپریل ۲۰۲۶ء سے تعلیم باقاعدہ شروع کر دی گئی۔ بیشتر اساتذہ پہلے ہی آ چکے تھے۔ قدیم وجدید طلبہ متعلقہ درس گاہوں میں پہونچے اور اس طرح تعلیم کا وہ سفر، جو شعبان المعظم میں سالانہ امتحان کے بعد موقوف ہو گیا تھا، رواں دواں ہو گیا۔

رواق انظر کی تعمیر: کئی کمرے تیار ہو گئے

جامعہ کے جدید دار الاقامہ کی تعمیر کئی برسوں سے لگاتار جاری ہے۔ اس کے ۱۴ رکمرے پہلے ہی مکمل ہو چکے ہیں۔ رخصت پذیر رمضان میں ۴ رمزید کمروں کی تعمیر مکمل ہوئی۔ پلاستر اور دیگر لوازمات سے فراغت کے ساتھ ہی پہلی منزل تقریباً مکمل ہو گئی۔ ان کی تعمیر سے طلبہ کے لیے سہولت پیدا ہو گئی ہے۔ جدید دار الاقامہ مسجد انور شاہ سے متصل شمال کی طرف واقع ہے۔ اس کا انتساب بانیٔ جامعہ فخر المحدثین حضرت مولانا سید محمد انظر شاہ کشمیری قدس سرہ کے اسم گرامی کی طرف ہے۔

……◆……

نقد و نظر

مبصر: مفتی عمار قاسمی، استاذ دار العلوم حیدر آباد

نام کتاب: علامہ کشمیریؒ کے درخشاں نقوش	مولف: مولانا سید فضیل احمد ناصری استاذ حدیث جامعہ امام محمد انور شاہ دیوبند
ناشر: حجۃ الاسلام اکیڈمی دار العلوم وقف دیوبند	صفحات: ۲۹۶ ـــــ قیمت: ۱۵۰ روپے

انسانی تاریخ میں کچھ شخصیات ایسی ہوتی ہیں جن کی ذات سے ایک عہد آباد ہوتا ہے اور جن کا علمی وجود اس عہد کے لئے مرجع و ماوی بن جاتا ہے۔

امام العصر حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیریؒ بلا شبہ ایک ایسی ہی نابغۂ روزگار شخصیت تھے جنھوں نے بیسویں صدی کی علمی دنیا پر گہرے اور انمٹ نقوش چھوڑے ہیں۔ اہل علم مانتے ہیں کہ وہ بیک وقت مفسر، محدث، اصولی، متکلم، مورخ، ادیب اور کئی فنون کے جامع تھے۔ علامہ کشمیریؒ کی جامعیت، ان کی محدثانہ شان، فقہی بصیرت، تفسیری مہارت اور دیگر علوم وفنون میں ان کے مقام بلند کے حوالے سے نہ صرف بر صغیر بلکہ عالم عرب اور عالم اسلام کی عظیم علمی شخصیات اور ان کے نامور تلامذہ نے جو کچھ کہا ہے وہ حرف بہ حرف درست بلکہ حرف آخر ہے۔ علامہ کشمیریؒ کی ذات صرف ایک فرد نہیں بلکہ ایک دبستان تھی، جن سے فیض پا کر ایسے آفتاب و مہتاب پیدا ہوئے جنھوں نے پوری دنیا کو ''جمالِ انور'' سے منور کیا اور اس کی روشنی آج بھی معاصر اہل علم کے لیے مشعلِ راہ بنی ہوئی ہے۔ ادیب دوراں، تحقیق شناس، نامور مدرس، بلند پایہ شاعر، بے مثال خطاط، باکمال خطیب: مولانا سید فضیل احمد ناصری صاحب دامت برکاتہم استاذ حدیث و نائب مدیر ماہنامہ محدث عصر جامعہ امام محمد انور شاہ دیوبند کی تازہ دم تصنیف ''علامہ کشمیری کے درخشاں نقوش'' اسی زریں سلسلے کی ایک اہم کڑی ہے، جن میں علامہ کشمیری کے تربیت یافتہ اور علمی سپوتوں کا ذکر خیر نہایت دل نشیں اور ادیبانہ پیرائے میں کیا گیا ہے۔ حضرت الاستاذ ناصری صاحب نے بڑی جدو جہد اور عرق ریزی سے علامہ کے ان شاگردوں اور فیض یافتگان کا انتخاب کیا ہے جنھوں نے علمی، سیاسی، تدریسی اور تصنیفی میدانوں میں گراں قدر خدمات انجام دی ہیں۔ کتاب میں محدث العصر علامہ سید محمد یوسف بنوری، حضرت مولانا سید احمد رضا بجنوری، مولانا بدر عالم میرٹھی، مولانا سید مناظر احسن گیلانی، مجاہد ملت مولانا سید میاں صاحب اور حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہم اجمعین جیسی

قدآور شخصیات کے سوانحی خاکے اور علمی کمالات کو دل پذیر انداز میں یکجا کیا گیا ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں حضرت الاستاذ کا قلم اپنی شگفتگی اور ادبی چاشنی کے لئے معروف و مشہور ہے۔ یہی وجہ ہے کہ زیر نظر کتاب میں بھی ان کا اسلوب شستہ سنجیدہ اور رواں ہے۔ زبان نہ تو بے سادگی کا شکار ہے اور نہ ہی بے ترتیب ضخامت کا بوجھ اٹھائے ہوئے ہے۔ جملے اور ترکیبی عناصر اس طرح متوازن ہیں کہ مفہوم بالکل واضح ہو جاتا ہے۔ اس کتاب کا ہر مضمون کسی نہ کسی پہلو سے قاری کو سوچنے سمجھنے اور خود کو بہتر بنانے کی ترغیب دیتا ہے۔ بلا مبالغہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ حضرت الاستاذ کی یہ کتاب اردو ادب میں ایک گراں قدر اضافہ ہے۔ ہر شخصیت کا تعارف، ان کا علامہ کشمیری سے تعلق اور ان کی زندگی کے اہم گوشے جس مہارت کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں اس سے حضرت الاستاذ کا اسلاف و اکابر سے ربط و تعلق، عقیدت و محبت اور فن سوانح نگاری سے آپ کی دلچسپی کا اندازہ بحسن و خوبی لگایا جا سکتا ہے۔ حضرت الاستاذ کی یہ تصنیف صرف ایک کتاب نہیں، بلکہ ایک علمی گلدستہ ہے جس کا ہر پھول عطر بیز ہے۔ یہ کتاب محققین کے لئے ایک حوالہ، طلبہ کے لئے خضرِ راہ اور عام قارئین کے لئے ایک بہترین علمی و ادبی سوغات ہے۔ اس کتاب کی اہمیت اس سے بھی دوچند ہو جاتی ہے کہ یہ موجودہ نسل کو ان مایہ ناز ہستیوں سے روشناس کراتی ہے جنہوں نے دار العلوم دیوبند اور ڈابھیل جیسی عظیم درسگاہوں میں زانوئے تلمذ تہ کیا اور دنیا بھر میں علوم انوری کی خوشبو پھیلائی۔ استاذ محترم کی تازہ دم تصنیف دراصل امام العصر، محدثِ کبیر علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ کی علمی، فکری، تدریسی اور روحانی خدمات کا جامع تعارف ہے یہ کتاب محض علامہ کشمیری کے نامور تلامذہ کا تعارف ہی نہیں، بلکہ علامہ کشمیریؒ کی ہمہ جہت شخصیت، ان کے علمی مقام، فکری گہرائی اور امت پر ان کے اثرات کو اجاگر کرتی ہے۔ کتاب میں تحسین بھی ہے، تحقیق بھی، اور تاریخ بھی۔ عوام و خواص اگر اکابر و اسلاف کے احوال زندگی سے واقفیت اور علمی ادبی شاہکار کا لطف ایک ساتھ اٹھانا چاہتے ہیں تو یہ کتاب ان کے مطالعے کی میز پر ہونی چاہیے:

یہ رمزی بے بصیرت ہے ترے رتبے کو کیا جانے ✦ جو ہم رتبہ ہو تیرا وہ ترے اوصاف پہچانے

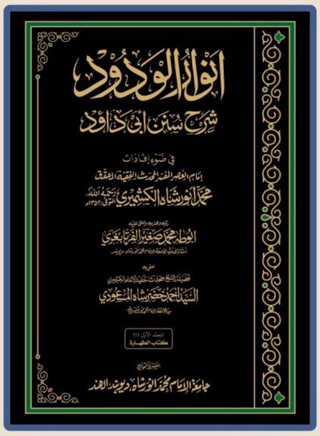
الحمد للہ! اس کتاب کے مطالعہ کے دوران اندازہ ہوا کہ آپ کی علمی جہود اور مساعی نے کتاب کی افادیت میں خوب اضافہ فرمایا ہے۔ اللہ تعالی آپ کی کوششوں کو قبول فرمائے اور آپ کے حق میں ذخیرۂ آخرت بنائے۔ حجۃ الاسلام اکیڈمی دار العلوم وقف دیوبند نے اس کتاب کی اشاعت کر کے علمی دنیا کو ایک نئے ماہ و انجم سے متعارف کرایا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس ادارہ کو مزید ترقیات عطا فرمائیں اور کتاب و مولف کتاب دونوں کو شرف قبولیت عطا فرمائیں۔ آمین یارب العالمین

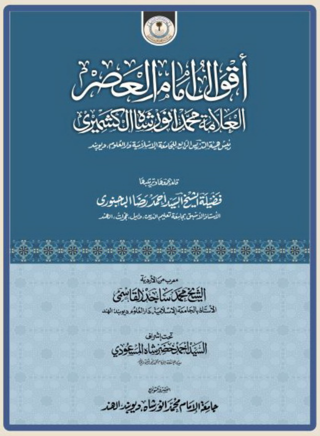
……✦……

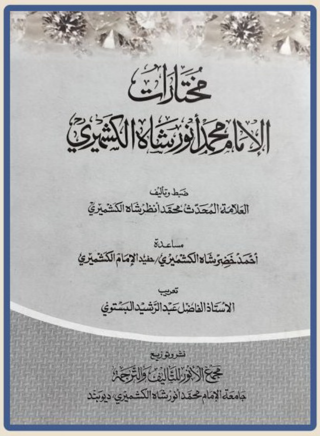
Monthly MUHADDIS-E-ASR Deoband
RNI UPURD/2000/10663(83220)
Contact Mob:+91-9557051315 jimask98@gmail.com
Printed, Published & Edited By Syed Ahmad Khizar Shah
on Behalf of JIMAS, Behind Eidgah, Deoband. Saharanpur (U.P.)
Printed At Mukhtar Press Samreen Printers, Deoband

April 2026

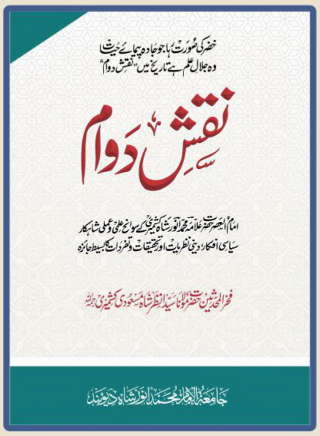
جامعہ کی چند اہم مطبوعات

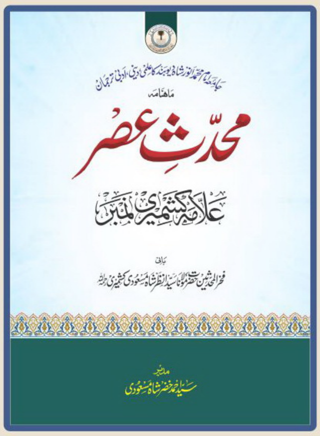


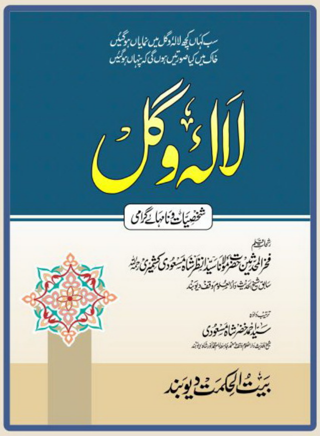


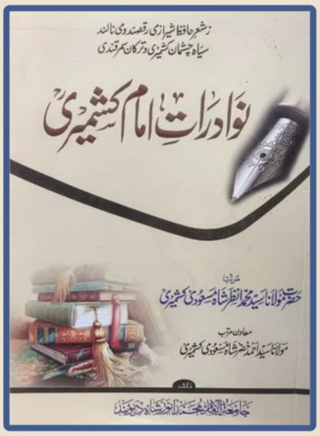


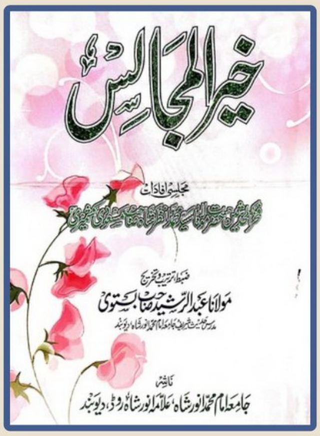












کتابیں حاصل کرنے کے لیے رابطہ کریں: 9760822922

Jamia Imam Mohammad Anwar Shah
A/C No.: 50100420638245
IFSC : HDFC0001974
BRANCH: HDFC DEOBAND